

بسم الله الرحمن الرحيم

سوز و سرور

سید لیاقت پیران

ناشر

انٹرنیشنل صوفی سنٹر
3/28، فرسٹ کراس، وی-آر-پورم،
پیالیس گٹھلی، بنگلور-560003

Title : SOUZ-O-SUROOR
Author : Syed Liaqath Peeran
Publisher : International Sufi Cetre, Bangalore
1st Edition : 2008 **Pages:** 168
Price : 100/-

© جملہ حقوق بحق مصنف محفوظ

کتاب :	سوزو سرور
شاعر :	سیدلیاقت پیران
اشاعت :	2008ء
تعداد :	500
صفحات :	168
کمپیوٹر :	نديم فاروقی - موبائل : 9880987656
طبعات :	مفید گرافک پرنٹس، بنگلور موبائل: 9845254945
قیمت :	/- 100 روپیے

ملنے کا پتہ

انٹرنیشنل صوفی سنٹر

3/28 فرسٹ کراس، وی آرپورم

پیالیس گھٹلی بنگلور 560003

فون نمبر: 23444594:

انتساب

میرے بزرگ دوست
محترم سید احمد ایثار صاحب
اور
محترم ابوتراب خطائی ضامن صاحب
کی نذر

ترتیب

- ۱ - اپنی بات :
- ۲ - پیش لفظ :
- ۳ - نگارش :
- ۴ - حمد بارئی تعالیٰ
- ۵ - نعمت شریف
- ۶ - مناجاتیں
- ۷ - منقبت
- ۸ - دعائیں
- ۹ - سلام
- ۱۰ - غزلیں
- ۱۱ - نظمیں

اپنی بات

الحمد لله، اس کا احسان عظیم ہے کہ میں اپنی مادری زبان اردو میں کچھ لکھ سکا۔ گو دعوے کے ساتھ نہیں کہہ سکتا کہ میری زبان صاف ستھری ہے جو دہلی، لکھنؤ والوں کی سی۔ ہم دکن والوں کی زبان ذرا مختلف اور سیدھی سادی۔

میری پیدائش 14 مارچ 1950ء میں بنگلور میں ہوئی۔ تعلیم انگریزی زبان میں ہوئی۔ ہائی سکول میں اردو پڑھنا لکھنا شروع کیا۔ لیکن زبان پر عبور حاصل نہ کرسکا۔ حالانکہ امتحانوں میں کامیابی حاصل ہوئی۔ سینٹ جوزف کالج بنگلور سے ڈگری حاصل کیا۔ کالج میں میرے اردو کے پروفیسر عبد البصیر صاحب مرحوم تھے جن کی محنت اور کلوشون کا نتیجہ ہے کہ اردو شاعری اور ادب سے دل چسپی پیدا ہوئی اور کچھ حد تک طمائیت نصیب ہوئی۔

میری پرورش تعلیم یافتہ گھرانے میں ہوئی۔ میرے دادا صاحب معین الوزارت ہے۔ کے سید تاج پیر آن یم سی دس مرحوم و معمور وظیفہ یاب روینیو کمشنر ہے۔ اور شہر بنگلور کے مشائخین میں شمار کئے جاتے تھے۔ ان کے والد بزرگوار یعنی میرے پر دادا، مولانا مولوی سید شہاب الدین شاہ قادری عربی فارسی اور اردو زبان کے مستند و مابر عالم تھے۔ اور سراج العلماء کے خطاب سے نوازے گئے۔ میرے والدیں کے۔ سید حضرت پیر شاہ قادری مرحوم و معمور انجمنیر ہے اور میسور الکٹری سٹی بورڈ میں ملازم رہے۔ خاندان کی سجادہ نشینی بھی آپ پر فائز رہی ہمارے جدا مجد حضرت حافظ سید فتح اللہ شاہ قادری بغدادی (ولاد غوث پاک) بغداد سے انکولہ تشریف لائے تھے۔ چند ہی دنوں میں آپکی ولایت کاظمہ رہا۔ آپ کا مقبرہ انکولہ ضلع شمالی کینڑا کرنٹک میں ہے۔ آپ کی نسل پہلی پھولی۔ تصوف اور عرفانِ الہی سے واسطہ رہا۔ آپ کے فرزندوں میں حضرت سید محی الدین شاہ قادری 400 سال قبل سری رنگاپشن تشریف لائے۔ آپ کے چچا حضرت قادر اولیاء مجرد تھے۔ جن کی کرامات سے میسور کی رانی بہت متاثر و معتقد رہی۔ ملکیت کاندرانہ پیش کی۔ حضرت حیدر علی اور حضرت ٹیبو سلطان شہید حضرت قادر اولیاء کے آستانے کے بہت قدردان اور معتقد تھے۔ آپ نذرانہ جائیداد میں اضافہ کیا۔ اس دور میں سید محی الدین شاہ قادری سجادہ نشین تھے۔ حیدر علی اور ٹیبو سلطان آپ کے مرید ہوئے۔ ان کا سارا خاندان اور قبیلہ بھی بیعت میں آیا۔

سلطنت خداداد کے زوال کے بعد حضرت شہید کے تمام خاندان کے افراد مع فرزندان و بیویاں ویلور میں قید کردئے گئے۔ حضرت سید محی الدین شاہ قادری اس وقت بہت ضعیف تھے۔ آپ کو بھی خاندان ٹیبو شہید کے ساتھ شامل کر لیا گیا۔

میرے پر دادا مولانا مولوی سید شہاب الدین شاہ قادری کی ولادت ویلور میں ہوئی۔ انہوں نے پروفیسر بیگمات شہید کے گودی میں پائی۔ اور تعلیم بھی ویلور اور مدرس کے مدارس میں پائی۔ پھر سری رنگاپشن

واپس ہوئے۔ اور اپنے میسنڈ پر جلوہ فروز ہوئے۔ حضرت حیدر علیؒ اور ٹیپو سلطانؒ کے عرس اور صندل کا سلسle جاری کیا۔ ساتھ ساتھ حضرت قادر اولیاءؒ کرنگور سری رنگابیش کا بھی صندل اور عرس جاری رکھا۔ حضرت سید شہاب الدین شاہ قادرؒ نے کافی عمر پائی اور پیر طریقت کے میسنڈ نشین رہے۔ آپ شاعر و ادیب بھی مشہور تھے۔

ہمارا گھرانہ دادبیال و نانیال سب مشائخین صوفی بزرگ رہے ہیں۔ میرے نانا بھی مدرس کے شہر کے مشہور حکیم و بزرگ رہے ہیں جو حضرت حاجی حکیم سید مخدوم اشرف شاہ قادرؒ کے نام سے موسوم تھے۔ غرض ہمارے گھرانے اور گھر کا ماحول مذہبی رہا۔ بزرگوں کی یادیں فاتحة خوانیاں عرسوں کا سلسle ورد و اوراد کی محفلیں، وعظ و تقاریر کی مجالس۔ صوفی بزرگوں کے آمد و رفت، بیعت و ارشاد کا سلسle جاری رہا۔ اور آج بھی ہے۔

میرے ہائی سکول کے استاد مولانا مولوی سید انور شاہ حسینی قادرؒ سے میرا گھرا تعلق رہا۔ ان سے تصوف اور مذہبی تعلیم جاری رہی۔ ان کے آخری دنوں میں انٹرنیشنل صوفی سنٹر 2004ء کے دوران ان کی صدارت میں قائم کیا گیا۔ اور میری ادارت میں "صوفی ولڈ" کا اجرا ہوا اور ابھی تک جاری ہے۔ اور اردو میں بھی ایک رسائلہ شائع کیا جا رہا ہے۔

حضرت قادر اولیاءؒ کے عرس اور فاتحة دعا، سلام کی ادائیگی بھی میرے ذمہ ہی ہے۔ میرے بڑے بھائی جو سجادہ نشین ہیں وہ انجمنیں بھی ہیں اور پیچھے پیچھے سال سے سعودی عرب میں ملازمت کے باعث وہیں مقیم ہیں۔

میرا تعلق سلسle رفاعیہ، چشتیہ، نقشبندیہ، وارثیہ، نظامیہ سے ہے۔ حضرت محبوب الہی، حضرت سید نظم الدین اولیاءؒ کے سجادہ نشین حضرت خواجہ حسن نظامی نے ہمارے دادا صاحب کو خلافت کے درجہ پر فائز کیا۔ میری بیعت میرے دادا صاحب کے پاتھ پر میری چودہ سالہ عمر میں ہوئی۔ اور خلافت میرے دادا صاحب کے خلیفہ مولانا مولوی سید شاہ قادر اللہ شاہ بخاریؒ سے 1986ء میں ملی۔ یہ اعزاز حضرت قادر اولیاءؒ کے عرس کے موقع پر نصیب ہوا۔

میری والدہ ماجدہ بھی تقوی شعار، عابدہ و زاہدہ رہیں۔ ورد و اوراد کثرت سے کرتی تھیں اور مجھے بھی ان میں مشغول رکھتیں۔ ان ہی کی تعلیم و تربیت کی برکات و فیوض ہیں کہ علم نصوف سے گھرا تعلق مجھے میں پیدا ہوا۔ اولیاء کرام و صوفیاء عظام سے یہ حد عشق و گروہ دگی پائی۔

زندگی میں ملازمت کی شروعات لیبر ولیور افسر کی حیثیت سے ہوئی پھر لیبر کنسٹلینٹ (Consultant) کے پاس چند سال گزارے اور پھر وکالت شروع کی۔ اس کے بعد لا کالج (Law College) میں پروفیسری کے عہدے پر فائز رہا۔ اسی دوران میرا نام سیریم کورٹ کے جج نے حکومت کو سفارش بھیجی تاکہ کمیٹی اور گولڈ کنٹرول اپالیٹ ٹریبونل جانچا جائوں۔ انٹریوو میں تین سو سے زائد افراد پائے گئے۔ اور انتخاب چہ جوں کا ہوا۔ جن میں میرا دوسرا نمبر رہا۔ میری پہلی تقرری (Posting) دہلی رہی۔ اس وقت میرے عمر انچالیس (39) سال تھی۔ یہ پوسٹ سینیٹر (Senior) یعنی مقدم جج کی تھی۔ میرے مقابلے میں دوسرے ججوں کی عمر پیچاس (50) سال سے بھی زائد تھی۔ میں نو (9) سال کا عرصہ دہلی میں گزارا۔ پھر چھ سال مدرس (چنتی) میں گزارا۔ اب چار سال سے شہر بنگلور میں ملازم ہوں۔

چونکہ مجھے تصوف سے خاص دلچسپی رہی۔ اس لئے میں بائیس (22) خواجگان کے آستانوں کی زوارت میرا معمول رہا۔

حضرت یو علی شاہ قلندر پانی پتیؒ کے آستانے کی زیارت عرسوں جلسوں میں شرکت کرتا رہا۔ اس کا فیض خاص یہ ہوا کہ اچانک نظمنیں، گیتیں، غزلیں زبان سے جاری ہونے لگیں۔ عشقِ الہی اور عشقِ رسول

مقبول کا جذبہ طبیعت پر حاوی ہو گیا اور میرا کلام اسی رنگ سے رنگیں ہو گیا۔ ذکرو اذکار اور سماع کی محفلوں میں وجد کا عالم طاری ہو جاتا ہے۔ اس سے بھی میرا خاصہ کلام متاثر ہوا۔ جو بھی زبان سے صادر ہوتا اس کو قلم بند کرتا چلا گیا۔ اور بذریعہ ٹیلیفون میرے بچپن کے ساتھی اور دوست خلیل مامون کو سناتا رہا۔ ایسے ہی تقریباً ایک دیے کا عرصہ گذر گیا۔ لیکن کلام کی اصلاح اور اشاعت کی کوئی صورت نہ بن آئی۔ اسی دوران میں دو بزرگوں سے متعارف ہوا جن کا میرے بزرگوں سے تعلق تھا یعنی سید لطف اللہ شاہ بخاری صاحب (مرحوم) اور سید حفظ اللہ شاہ بخاری صاحب (مرحوم) سے۔ یہ دونوں برادران اردو اور فارسی پر عبور رکھتے تھے اور مدرس بھی تھے۔ ان سے میری بڑی بہت افزائی ہوئی۔ سید لطف اللہ شاہ صاحب نے میرے کلام کا گمراہ مطالعہ اور معائنه کیا اور اصلاح بھی کی۔ ان بزرگوں کا میں یہ حد ممنون اور مشکور ہوں۔ میں دعا گو ہوں کہ دونوں بزرگوں کو گروث کروٹ جنت الفردوس میں اعلیٰ مقام عطا ہو۔ آمین۔

چونکہ انگریزی زبان پر مجھے کافی عبور ہے اب تک فی شاعری میں دس کتابیں شائع کر چکا ہوں۔ ہر انگریزی میں شائع ہونے والے رسالے، پڑھے میں میری انگریزی نظمیں شائع ہوئیں۔ ایک امریکی یونیورسٹی سے ڈاکٹریٹ (ڈی لٹ) کی اعزازی ڈگری بھی حاصل ہوئی۔ میرے انگریزی کلام پر بھی تصوف کارنگ چڑھا ہوا ہے۔

میری خوش نصیبی ہے کہ میری ملاقات مترجم اقبال و رومی سید احمد ایثار صاحب سے ہوئی۔ میں نے اپنے کلام پر نظر ثانی کر لئے کہا۔ آپ نے دیکھ ریکھ کر بعد کلام کو پسند فرمادا اور اشاعت کی صلاح دی۔ پھر عالی جناب سید ابو تراب خطائی ضامن صاحب نے بھی پسندیدگی کاظمہ کرتے ہوئے پیش لفظ عنایت فرمادا۔ میں ان دونوں بزرگوں کا تمہارے دل سے شکر گزار ہوں۔ اور کلام کو ان دونوں کے نام نذر کرتا ہوں۔

محترمہ شائستہ یوسف صاحبہ بھی میرے شکریہ کی مستحق ہیں کہ انہوں نے بھی میرے کلام کی اصلاح کی اور سراپا، مشورے دئے اور بہت افزائی کی۔

چونکہ میرے کلام پر صوفیانہ رنگ غالب ہے امید ہے کہ خصوصاً صوفیائے کرام زیادہ پسند کر دیں گے۔ ساتھ ہی عام قاری بھی اس میں کچھ مواد کو ضرور پسند فرمائیں گے۔ میں بارگاہ ایزدی میں تشکر پیش کرتا ہوں کہ میری محنت رائیگانہ ہوئی۔

سید لیاقت بیرون

13 جون، 2008ء

بنگلور

پیش لفظ

یہ بڑے سست کی بات ہے کہ جناب سید لیاقت پیران صاحب اپنے منتخب غزلیات و نظموں کا مجموعہ ادبی دنیا کی نذر کر رہے ہیں۔ آپ خاندان کے اعتبار سے تعارف کے محتاج نہیں ہیں۔ آپ سابق ریاست میسور کے معزز اعلیٰ تعلیمی و مذہبی خاندان کے چشم و چراغ حضرت معین الوزارت سید تاج پیران صاحب کے پوتے ہیں۔ مشائخ خاندان سے آپ کی وابستگی ہے اور وحانی نعمت خلافت کی شکل میں حاصل ہوئی۔ لیکن لیاقت صاحب کو بھی دوسرے عام انسانوں کی طرح زندگی میں بڑی جدوجہد کرنی پڑی۔ راہ زندگی میں دشواریوں کے باوجود و کالت کی ڈگری حاصل کئے۔ بہت ہی قلیل عرصہ میں قانون کی دنیا میں کامیابی پائی۔ ان کی دلی محنت اور کاؤشوں کا ہی ثمر ہے جو وہ آج جمع کے عہدہ پر فائز ہیں۔ بعض امید ہے کہ انشاء اللہ العزیز آپ کو اعلیٰ عہدوں سے نوازہ جائے گا۔

ایک جج ہوتے ہوئے بھی آپ ہر ایک سے بڑے تواضع و اخلاق سے ملا کرتے ہیں۔ اتنا ہی نہیں بلکہ روحانی و اخلاقی اعتبار سے اسیم مسمی ہیں۔ اپنی طبیعت کے لحاظ سے خدا ترس، پابند شرع، رقيق القلب، خوش عقیدہ و عاشق رسول ہیں۔ عشقِ رسول و عشق اولیاء سے ان کی زندگی سرشار ہے۔ اسی کی خوبیوں میں جو ان کے نعتیہ کلام میں جھلکتی ہے۔

شاعری اللہ تعالیٰ کی دین ہے۔ شاعر اپنے اشعار میں اپنے دلی جذبات کا اظہار کرتا ہے۔ یہ سچ ہے کہ ہر مذہب نے دنیا کی یہ ثباتی کی تعلیم دی ہے۔ ہر زمانے میں علماء و شعراء نے بھی اپنی تصنیفات میں نئے نئے پیرائوں میں اپنی زندگی کے تجربات کی عکاسی کی ہے۔ اپنے دینی و دنیوی جذبات و احساسات کو الفاظ کے موتیوں میں برو کر ادبی دنیا کو بطور تحفہ پیش کئے ہیں۔ ان کے کارنامہ کا ذریعہ ان کی دوست داری و عشق داری و عشقِ رسول بھی ہو سکتا ہے۔

انگریزی ادب کی دنیا میں آپ کوئی تعارف کے محتاج نہیں ہیں۔ آپ کے کئی نظموں اور کہانیوں کے مجموعے شائع ہو چکے ہیں۔ اس سلسلہ میں انہیں عزت و احترام سے نوازہ بھی گیا۔

لشکری زبان یعنی اپنی اردو زبان پہندوستان میں جنم لی، پلی، پرورش پائی اور پروان چڑھی۔ اردو زبان شمالی پہندوستان میں اپنے ماحول کے اعتبار سے ایک علیحدہ درجہ پائی۔ لیکن دکن میں دوسرا کئی زبانوں کا عکس اس پر پڑتا اور اس کی لطافت میں اضافہ ہوا۔ بقول شاعر اگر شمالی پہند میں اردو زبان کو جلالہ ہمالہ عطا ہوا تو دکن کی اردو کو جمال اجتناس سے نوازہ گیا۔ اردو شاعری کی آفرینش پر سرزمنی دکن کو ناز رہا ہے۔ یہ مجموعہ بھی دکن کے ایک فرزند کا تحرف ہے جسے ہم بڑے فخر و احترام کے ساتھ اردو دان عوام کی خدمت میں پیش کرتے ہیں۔

لیاقت صاحب جنمیں روحانی پیشووا کی جانب سے خلافت سے نوازا گیا ہے اپنے کلام میں جام و سبو، ساقی و میخانہ کا تذکرہ بھی کیا ہے۔ میں اس کی وضاحت کرنے کی جسارت کر رہا ہوں۔ جام ایک اسعتارہ ہے جس سے شاعر کا مطلب ذاتِ خدا ہے۔ شراب جس کا ذکر کیا گیا ہے وہ خدا کی محبت سے اور نشمہ صرف اس کی حقیقت ہے۔ عقیدے کے لحاظ کے مطابق شراب کے معنی شرابِ حقیقی کے ہوتے ہیں اور اس کے ہر لفظ کے معنی تصوف کی اصطلاح میں لئے جاتے ہیں۔

ساحر لدھیانوی نے اپنا مجموعہ کلام ”تلخیاں“ پیش کرتے ہوئے فرمایا تھا

دنیا نے تجربات و حوادث کی شکل میں جو کچھ مجھے دیا ہے وہ لوٹا رہا ہوں میں

لیاقت صاحب بھی اسی انداز و پرائی میں جو کچھ انہیں تجربات، احساسات و جذبات دنیا سے ملے ہیں، بڑے پیارے اور آسان انداز میں پیش کئے ہیں۔ اردو دان حضرات ان کے اس جواہر پاروں کے پیش بھا مجموعہ کو بڑی قدر و احترام کے ساتھ اپنے سرہنایہ ادب میں اضافہ تصور کریں گے۔ مجھے یقین کامل ہے کہ ادبی دنیا انتہائی فراخ دلی سے اس کی پذیرائی کرے گی۔ ہم اس امید پر کہ نقشِ ثانی بھی بہت جلد منظرِ عام پر آئے گا، نقشِ اول کا خیر مقام کرتے ہیں۔

آپ کی سلامتی، صحت، درازی عمر و خوشیوں کا متممنی۔

ام اے خطیب

مینیجنگ ٹرستی، انٹرنیشنل صوفی سنٹر بنگلور

11-6-2008

نگارش

کائنات میں ہر شے کی تشکیل عناصر اربعہ سے ہوئی ہے۔ یعنی آگ ہوا پانی اور مٹی اور ریہ کائنات میں اپنے فرائض انجام دے رہے ہیں۔ چونکہ یہ انسانی زندگی سے مربوط ہیں اور اس کا ہر دم انسان فائدہ اٹھاتا ہے کیونکہ اس کا ضمیر بھی انہیں چار چیزوں سے مرکب ہے اور لگام فطرت ان کا عناصر کا کرو ارض پر ایک توازن قائم ہے اگر یہ توازن بگڑ جائے تو تمہلکہ مج جاتا ہے۔ ان عناصر اربعہ پر قدرت محیط ہے۔ جب توازن میں کمی پیش ہوتی ہے تو تباہی مج جاتی ہے۔ پانی بہر جائے تو سونامی بن جاتا ہے۔ ہوا سے طوفان اٹھتے ہیں۔ آگ سے آتش فشان آگ اگلنے لگ جاتا ہے۔ ان مادی اشیاء کے علاوہ ایک عنبر مرئی ہے بھی ہے یعنی روح جس کا ذکر آئندہ آئے گا۔ انسان نے عناصر اربعہ پر قدرت حاصل نہیں کی ہے۔ البتہ حداثہ رونما ہونے کے بعد اس کے اسباب و عمل پر غور کرتا ہے اور روک تھام کی تدابیر سوچتا ہے مگر روک نہیں پاتا اور اسی کو قهرِ الہی کا نام دے دیتا ہے۔ پھر انسان ایک ایسی شے کی تلاش میں لگ جاتا ہے جس سے روح کہتے ہیں۔ یہ ایک مہین مگر مضبوط رشتہ ہے جو خالق کو مخلوق سے جوڑتا ہے۔ یہ ایک غیر مرئی شے ہے۔ جسے عقیدت مندرجہ روح کے نام سے باد کرتے ہیں۔ ماہہ پرست چونکہ اس کے قائل نہیں اس لئے انہوں نے اسے Nucleus کا نام دے دیا۔ (یعنی محرک) چاہے اسے خدا کہو کہ Nucleus مگر اس شے کا وجود ہی ہے جو کائنات میں نظام پستی کو چلا رہا ہے اور اس طرح خدا اور انسان کے مابین میں رشتہ مسلم ہو جاتا ہے۔ جب انسان اس روحانی قوت کو انتہا تک پہنچا دیتا ہے تو یغمروں سے معجزات اور اولیاء اللہ سے کرامات کاظموں ہوتا ہے۔ ابراہیم خلیل اللہ آتشِ نمرود میں کوڈپڑیتے تو خدائے انہیں زندہ سلامت آگ سے نکال لیا۔ حضرت عیسیٰ نے قم باذن اللہ کمہ کر مردی کو زندہ کر دیا تھا۔ ابھی بستر گرم تھا اور وضو کا پانی بھی خشک نہیں ہوا تھا کہ رسول خدا، معراج کو جا کر تشریف لئے آئے اور اپنے ساتھ نماز کا تحفہ بھی رسول اللہ کا ارشاد گرامی سے الصلوٰۃ معراج المؤمنین۔ یعنی نمازِ مومنوں کی معراج ہے۔ جب مومن خضوع و خشوع سے نماز پڑھتا ہے تو درمیان نماز ایسا ممحہ بھی آتا ہے جب وہ دنیا و مافیہا سے بے خبر ہو جاتا ہے اور پھر نماز میں واپس آ جاتا ہے بس اسے پتہ نہیں کہ اس نے کہاں کہاں کی سیر کی۔ زندگی میں چند ایسے واقعات بھی پیش آتے ہیں جن کی ہم توجہ نہیں کر سکتے اور حداثہ سمجھ کر بھلا بیٹھتے ہیں۔ یغمروں اور اولیاء اللہ میں ایسی روحانی قوت ہوتی ہے جس سے وہ انتہا تک پہنچا دیتے ہیں۔ پہلا زینہ ریاضت ہے رسول خدا بھی چالیس سال تک غارِ حرامیں تسبیح و تہلیل میں مشغول رہے اس کے بعد آپ کو بشارت ہوئی۔ روح کی بایدگی کے لئے اوصافِ حسنہ اور کارہائی سیار کہ لازمی ہیں۔ جس سے انسانی روح پاک اور منزہ ہوتی ہے۔ اولیاء اللہ نے مجاذبے اور مراقبے سے کئی منزلیں طے کی ہیں جس کے بعد انہیں کشف حاصل ہوا ہے۔ ان اقسام کا مادیت اور منطق سے استدلال نہیں کیا جا سکتا۔ شیخ سعدی نے کہا ہے۔

برگ درختان سبز در نظر ہوشیار برورقے دفترِ سمت معرفت کرد گار

یعنی دنیا کی ہر شے کو دیکھنے کے لئے ایسی نظر چاہئے کیونکہ درخت کا ہر پتہ بھی خدا پہچانے کی خبر دیتا ہے۔ یہیں سے انسان اپنے آپ کو اس متناہی کائنات کا مشاہدہ کرنے کا درس لیتا ہے اور ہل من مزید کا اور د کرنے لگ جاتا ہے اسے اس وقت من عرفِ نفسہ فقد کان ربه کا زینہ ملتا ہے۔ طریقت کے راستے پر گامزن ہو کر معرفت اور پھر حقیقت کو پالیتا ہے۔ اسے اس طرح میں دو چیزوں کی اشد ضرورت

ہوتی ہے باطنی پاکیزگی یا روحانیت اور کسی مرشد کامل کی تلاش۔ اور اگر یہ میسر ہو تو وہ درجہ بہ درجہ ترقی کے راستے پر چلنے لگتا ہے۔

ہندی حکماء نے اس کھوج کے لئے الگ الگ راستہ بنائے ہیں جنہیں وہ نورس کہتے ہیں۔ یہ جذبات جبلت یا جس انسان میں ہے اور جن کا وہ موقعہ ہے موقعہ اظہار کرتا رہتا ہے اس کی روح سے گھرا تعلق ہے اور گودایہ روح کی مختلف حسینیں ہیں۔ چونکہ طور پر قدیم ہندوستانی اس علم میں بہت آگے تھی اسی روحانیت نے گوتم بدہ کو گیان یا نروان عطا کیا۔ یہی روحانی جذبات یا جبلتیں ہر ذی حس میں پیدا ہوتی رہتی ہیں وہ جاندار یا بے جان اشیاء سے تفہیم، مقابله یا تکرائی کرتا رہتا ہے کیونکہ یہ ہر جاندار کی جبلت ہے اس کا اظہار مختلف طریقوں سے کرتا ہے۔ ہندی حکماء نے انہیں نورس کا نام دیا ہے یعنی نو قسم کے جذبات سنسکرت میں یوں ہیں ۱۔ شرنگار رس: جذبۃ الفت ۲۔ ودر رس: جذبۃ شجاعت ۳۔ یعنی نوش رس: جذبۃ نفرت ۴۔ ردرس: جذبۃ غضب ۵۔ بہبانک رس: جذبۃ خوف ۶۔ سیش رس: جذبۃ سرور و آسودگی ۷۔ کرونارس: جذبۃ رحم ۸۔ ادیہت رس: جذبۃ حرث ۹۔ شانت رس: جذبۃ صبر و تحمل۔ انہیں جذبات کے تحت دنیا میں ہر قسم کے کارنامے انجام پاتے ہیں۔ یہی فندل لطیفہ یا فاتن آرش ہیں جس کے زمرے میں شاعری نقاشی، موسیقی، سنگ تراشی، ناول افسانہ اور ڈرامہ شامل ہیں۔ نشنگار اس جہاں کو خداۓ تعالیٰ تک لے جاتا ہے۔ یعنی عشق اللہ تو دوسری طرف یہی جذبہ اسے قعرو مذلت میں گرا سکتا ہے۔ ردرس کے تحت فردوسی کا شاپنامہ اور مہابھارت اور رامائن لے سکتے ہیں۔ رنج و غم کے تحت انیس اور دبیر کے مرثیے ہیں حسن و عشق کے تحت نظامی کی مجنون لیلی اور دیاشنکر نسیم کی گلزار نسیم اور تاریخی ڈراموں میں شیکسپیر کا نام سرفہرست ہے۔

سید لیاقت پیران صاحب کا کلام ایک گلددستہ ہے جس میں کئی اقسام کے رس شامل ہیں یا یوں کہئے کہ کئی رنگ کے پھولوں کی ان میں مہلک شامل ہے عربی کامقولہ ہے الشعراء تلامیذ الرحمن یعنی شاعر خدا کے شاگرد ہوتے ہیں یعنی اس کی قدرت کا اظہار کرتے ہیں۔ یہ شک آپ کے کلام میں نہ صرف خدا اور رسول کی حمد و ثنایاں کی گئی ہے بلکہ انسانی رشتون کو بھی بڑے خوبصورت پیرا یہ میں بیان کیا ہے۔ اور یوں آپ کا پیشتر کلام معرفت میں ڈوبا ہوا ہے۔ حمد میں کبریائی اور بندگی کے اتصال کو بڑے دل پذیر انداز میں بیان کرتے ہیں۔

جلوہ ان کا عفت ان کی سبحان الله سبحان الله
ان کا ذکر اور ان کا خیال سبحان الله سبحان الله

یا الامی ت وہ سے سمع و جیب
 کر شفاقت بنت بنی کی ہم کونصب
 حمد ک رصلح و مس ارحمن کی
 تاکہ ہ و تج ہ پر نظر سبحان کی
 زمیں پر ت راذ ک راف لالک پر
 توب لا سے ب لاہے رفعت بڑی
 صبح اذا اور شام ادا
 گ و نج میں ہ ردم نام ترا
 آپ نے اپنے نعتیہ کلام میں اپنا دل کھول کر رکھ دیا ہے گودا دل عشق رسول کا مأخذ ہے۔
 عرب و عجم کی بات کیا تمام خلق انس و جن

اس سے فیض دیا بہے اسی سے کامگار ہے
محمد اس کا نام ہے وہ نبیوں کا نام ہے
وہ رازدان خدا کے خدا کے رازدار ہے
خیال و خواب میں چھرہ نبی کا مسکراتا ہے
جمال ایزدی نور محمد بن کے چھاتا ہے
یہ فیض آپ کے قدموں کا تھا کہ ملک عرب
ہوا جہاں میں مکرم حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے
آسمان سے ملک اترتے ہیں
کاروان کاروان مدد نہیں میں

مناجات کے معنی میں سرگوشی کا ناپھوسی، شاعر اس نظم میں عاجزی کا اظہار کر کے رب سے دعا مانگتا ہے۔ آپ کی مناجات بڑی دل پذیر ہیں۔

حق لا الا
برحق نام رسول اللہ
پیران میں ہون ان کے اعلام
دائیم درود اللہ الہ اللہ
سارے نبیوں کے وہ اہم رہے
اور انہیں ہنس لے قبیلہ اور بدی
سکون دل ہے ذکر حق کا حاصل
کوئی کیا جائے اس میں کیا مزابے

نور خدا کا جلوہ کرنا اور اسے پہچاننا معرفت ہے۔ پیران صاحب نے بڑے لطیف پرائے میں اس کا ذکر کیا ہے۔

مکہ بیعت عشق میں قدم رکھی
علم دنیا کے سب بھلیٹھیا
پیرزادوں میں پیر رکی خصلت
ڈھونڈتا ہے وہ مگر نہیں ملتی
قدم بر قدم ہے حجایات حائل
یہ غفلت کے پردے ائمہ ائمہ چلا جا

منقبت کہنے میں صحابہ ائمہ اور اولیاء اللہ کے بارگفت حالات بیان کرنا۔ پیران صاحب حضرت غوث اعظم شاہ جیلان کے بڑے معتقد اور بروائے ہیں اور اس منقبت میں اپنا دل کھول کر رکھ دیا ہے۔

پہلے اپنی دھوپیاں پھر کر بیان غوث پاک
ہے زمانے میں نرالی آن بیان غوث پاک

آپ دعا مانگتے ہوئے رقم طراز ہیں

سادہ جینا اونچا خیال ہیں یہ بزرگوں کے احوال
پیران چھوڑ دے سب جن جمال تھام لے دست پیر مغان

آخر میں آپ بارگاہ ختم المرسلین میں سلام کا نذرانہ اس طرح پیش کرتے ہیں
اسلام اے مظہر نور خدامے شفیع المذنبیں روزِ جزا

غم میں امانت کے اکثر جو روتی رہی-
ان کی اس چشم پر نہیں لاکھوں سلام

اس گلستے کے دوسرے حصے میں پیران صاحب نے غزلیں، گیت اور نثری نظمیں کہی ہیں مگر ان میں بھی معرفت کی جھلک دکھائی دیتی ہے۔ غزل میں داخلی اور خارجی عنصر ہوتا ہے۔ شاعر کائنات کا مشاہدہ کر کے نوٹ قلم سے اس کے دل پر جو جذبات املا آتے ہیں انہیں پیش کرتا ہے۔ آپ کی غزلوں میں بڑی روانی، سلاست اور لذت پائی جاتی ہے

جیتے نہ دیکھے مر کے وہ کیا دیکھ پائیں گے
اندھوں کو روشنی کا اکوئی اعتبار نہیں
ان کے حرکات کا یقین کیا ہے
جاتے ہے جاتے پلٹ کے آتے ہیں
تن کی صفائی من کی صفائی تن من دونوں پاک بھلے
ایسا ہوتواں کے آگے سرخ سب کا ہوتا ہے
جهنے ریلے جھیلیں ندیاں رشک جنماں کشمیریاں
بادل گویاں راتا ہو سرپہ ہمالہ کا آنچل
میرے محبوب آسمانوں پر
اور اونچا ہے میں اڑائے ہے جا

علم عروض و بلاغت میں ایک صفت ہے سہی ممتنع یعنے شعر سادہ ہو مگر معانی سے بھر پور ہو۔ پڑھنے والا کوشش کرے بھی تو اس سے ممکن نہ ہو گا۔ پیران صاحب کے کلام میں ایسے کافی اشعار ملتے ہیں۔

سید سایہ سر طرف ہے عیان
میں کم اہون یہ چار سو ہے کہماں
دن بند اور نہیں کی خبر رہ رہ دن
آج ہوں گل نہ ہوں مخت لف راہیں
ایک نہ زلہ ہے مخت لف راہیں
کیا خیر کوں کب کدھ رجائے
کیا عجس ہے اثر کانام نہیں
سنتے ہے رہتے ہیں کہتا رہتا ہوں
ایک دوجے سے اج نہیں انسے اہان
ہوتے ہوتے قریب ہوتے ہیں

آپ نے دو دل پذیر گیت لکھے ہیں ایک میں لوک سنگیت کارنگ غالب ہے۔ کٹھہ پتلی اس میں انسانی حقیقت کو کلی طور پر یہ نقاب کر دیا ہے

کائھ کی مورت کٹھہ پتلی

منی کی صورت کٹھہ پتلی

کھیل کھلائو کھیلوں گی

ناچ نچائو ناچوں گی
کٹھہ پتلی میں کٹھہ پتلی
مرنا جینا کیا جانوں

کھانا پینا کیا جانوں
 آخر جب وہ بھینکے گا
 کوئی نہ مجھ کو پوچھے گا کٹھ پتلی میں کٹھ پتلی
 اردو زبان کی زوال پذیری کو بڑے دردناک انداز میں بیان کیا ہے۔
 زمانے بدلا زبان بدلتی کیسا یاہ بیویار
 ایک زبان صدیوں کی پالی اس پر کیسی مار
 شجر کی داستان بھی گویا ایک مرثیہ ہے جس میں جنگلوں سے درختوں کی کٹائی اور اس کے مابعد
 اثرات پیران صاحب نے بڑے دل گدار انداز میں بیان کئے ہیں۔ وہ کہتے ہیں
 ہر اپر اپے یہ جنگل تباہ حال نہ کر
 یہ بے زبانوں کا ہے شمر پائی مال نہ کر
 ذرا یہ دیکھ ہیں شاخوں پہ آشیان کتنے
 اسے جو کائنات تو بر باد ہوں مکان کتنے
 شجر کا نوحہ میں جو کہ نتری نظم ہے اور پڑھنے سے تعلق رکھتی ہے کہ کس طرح کلمات نے ہرے
 ہرے جنگل کو کاث ڈالا۔
 پیران صاحب نے اس مجموعہ کو رنگ کے پھولوں سے سجادا ہے۔ ہر رنگ اور ہر قسم کی خوبیوں پر
 بہار دے رہی ہے۔ مجھے امید ہے کہ یہ گلدستہ ہاتھوں ہاتھ لیا جائے گا اور اس کی جوش و خروش سے
 پذیرائی کی جائے گی۔ آمين
 طالبِ دعا۔

سید ابو تراب خطائی ضامن
 وظیفہ یا ب پروفیسر بنگلور

۱۲ جون ۲۰۰۸ء

حمد ، نعمت ، مناجات ،

منقبت ، دعاء ، سلام

جلوہ ان کا عفت ان کی سبحان اللہ، سبحان اللہ
ان کی سیرت، صورت ان کی، سبحان اللہ، سبحان اللہ
ان کی باتیں ان کا پیغمبر ام سبحان اللہ
ان کی وضاحت ان کا الہام سبحان اللہ، سبحان اللہ
ان کا ذکر اور ان کا خیال سبحان اللہ سبحان اللہ
ان کی جلالت ان کا جمال سبحان اللہ، سبحان اللہ سبحان اللہ
ان کی لیاقت ان کی صداقت سبحان اللہ سبحان اللہ
ان کی رفعت ان کی عزت سبحان اللہ، سبحان اللہ
پیران کوہے الفت ان کی ان کی تمنا قربت ان کی
سبحان اللہ، سبحان اللہ سبحان اللہ سبحان اللہ

یا الٰہ می توہے عظیم و حکیم
یا الٰہ می توہے رحیم و کریم
یا الٰہ می توہے عزیز و حکیم
یا الٰہ می توہے غفور و رحیم
یا الٰہ می توہے وکیل و کفیل
ہے ان دکھ اہم کو زندگی کی سیل
یا الٰہ می توہے بسط اور وہاب
رحم تیرا وہ جس کی حد نہ حساب
یا الٰہ می توہے سمعیع و مجیب
کرش فاعمت بنی کی ہم کو نصیب
یا الٰہ می توہے قادر و قیوم
دید سے تیری ہم نہ ہوں محروم
یا الٰہ می توہے وفاتیح ابواب
تو نے بھی جسی ہدایتوں کی کتاب
تاکہ انسان کو را و راست ملنے
غایم و اندوه سے نجات ملنے
لطف پیران یا الٰہ می ہو

دُور دل سے سبھی سیاہی ہے وہ
حمد کر صبح و مسماں رحمان کی
تاکہ ہوت جو پر نظر سبھان کی
دو جم اان میں کون ہے تیرے سے وا
جو کرے حاجت روائیں اان کی
رکھر رسول اللہ سے الفہمت مدام
دل میں لذت چاہے اگر ایمان کی
تھا حقیقت زندگی کی کھل سکے
کرت لاؤت آیتیں قرآن کی
ان کی قدرت کے ناظاروں کے لئے
کم طاقت دیدہ حیران کی
حق شناسی یوں تو مشکل ہے مگر
ایک صورت پھر بھی ہے پھر جان کی
کیا نہیں پیرآن نے تجھ سے یہ کہا
آشنائی کر لے اپنی جان کی
حاضر رناظ رحمق کوجان
کر لے جان کی تو پھر جان
سوجہ جو کہ رپڑھ قرآن
بم رہ دایت یہ بہرہ جان
راز اس کے دل سے میاہی دان
داز اواہ دیتے دان
جان لے گر کیا ہے سبھان
بن جائے گیات وانہی دان
ماں اسی سے پی ران تو

وہ رک گتے ہیں اسی ری آن

رحیم رب کے نام
پیارے ہیں اس کے سب نام

سب کے ودیہ اپنے ائمہ
اس کی مرضی سے اسے کام

ھوڑ والا ہ اپنے امام دام
تیرے ہی بندے خاص وعہام

تیری عبادت اپنے اکام
سجدے تجھ کو، تجھ کو قیام

پیران کی ہے دعاء امام دام
یارب اس کی اనیک انجام

حمدلله سب سبحان کی
سب پھر کو مت سلطان کی

دادیہ اپنے ایسا سب کو
سب پھر ایسا رحمن کی

حیی یہی وہی قیوم وہی
جسم کو دولت ہے جان کی

یوم دین کی اتو موالک
بخشنہ شہ و سب عصیان کی

عام شفاعة شان حضور
کیون نہیں و بخشنہ شیران کی

سے بپ میں عطا اذان سام ترا
سب کی زبان پر نہ سام ترا

سنگ میں شرارہ پہ ول میں رنگ
سب پر راک اک رام ترا

صبح اذان اور شام اذان
گونج میں ہر دم نہ سام ترا

کون سالم جہاں خالی ہو گا
ذکر ہے صبح و شب سام ترا

توہی ہے اور ہر رسوب ہے
جیہے ہے سب نہ سام ترا

بڑا نہ سام تیرا ہے برکت بڑی
تری شان اعلائی ہے عظمت بڑی

زمیں پر تر را ذکر افلاک پر
توبالا سے بالا ہے رفعت بڑی

سبھی تیرے قبضہ میں چھوٹے بڑے
توفیادی گانہ ہے قدرت بڑی

ہے ذاکر ترے ذکر رسے معتبر
مقادر میں اس کے ہے عزت بڑی

محمد ترے خاتم المرسلین
ہے نبیوں میں ان کی نبوت بڑی

فقیری کہان، شان شاہی کہان
شمیوں کو فقیروں کی خدمت بڑی

بے وی پر آن کو دیدار تیران حصہ
بے تیری لقا یا کم جنت بڑی

صنعت سے تری شانِ خدائی ہے نمایاں
بنندوں پر تری بنادہ نوازی ہے نمایاں

بے حسن سے عشق، عشق بے فطرت کا کرشمہ
خلقت سے ہر اک چیز کی پستی ہے نمایاں

جه رمٹ میں کواکب کی پوجیسے مُکامل
ضویا شی رسوی عربی کی ہے نمایاں

جس طرح مے و مر سے آفاق میں روشن
گونیں کی بھی خلقت نوری ہے نمایاں

ظلمات میں جوں قوس قزح شام کے ہنگام
پیر آن کی لیاقت کی نشانی ہے نمایاں

حمدیہ گیت

بادئی مطلق آئے جا
من میں میرے سمائے جا
آئے جاتو آئے جا

اپنا جلوہ د کھائے جا
 پر دے کر تو اندر کیوں
 آئے نہ کھل کر باہر کیوں
 آئے جاتو آئے ہا
 اپنا جلوہ د کھائے جا
 بندوں کا اپنے پرسان تو
 توبی رحیم اور رحمن تو
 آئے جاتو آئے جا
 اپنا جلوہ د کھائے جا
 بیماروں کی تجھ سے شفا
 شافی کافی تو یہ مرا
 آئے جاتو آئے جا
 اپنا جلوہ د کھائے جا
 بندوں پر سختی کیوں ہو
 سختی، بد بختی کیوں ہو
 اپنا جلوہ د کھائے جا
 آجائیں سمائے جا

تجھ کو حال سنانا ہے
 سینہ کھول د کھانا ہے
 اپنا جلوہ د کھائے جا
 آجادل میں سمائے جا
 تو زندہ، جاوید ہے تو
 موت چھپا پھندا مجھ کو
 اپنا جلوہ د کھا جا
 آجادل میں سمائے جا

نعت

بستہ زمینی دو جم اان ہے انسے
یہ زمین، آسمان اان ہے انسے
ماہ بھی ضریوف شہ اان ہے انسے
مہ رقوتوں کی کار اان ہے انسے
ان کی برکت سے غم بھی شیریں ہے
راحت قلب وجہ اان ہے انسے
فیض ہے اس کی ذات کا سب پر
سبھی امن و امان اان ہے انسے
ان پر رائے پڑھ و درود و سلام
بات انسے زبان اان ہے انسے

بھمارہی بھمارہے کہہ رطرف بھمارہے
پرای راس انسے نکھارہی نکھارہے
میں آستانے ایسا خم کروں نہ کیوں

وہ یہاں سب کا یہاں ہے، ہر ایک جان نہ ہے

عرب عجم کی بات کیا تھام خلق انہیں و جن
اسی سے فیض یاب ہے، اسی سے کامگار ہے

اسی کے فرد خاص کا جہنم میں فیض عالم ہے
وہ سب کا چارہ ساز ہے، وہ سب کا غم گسما رہے

محمد اس کا نام ہے، وہ نبیوں کا امام ہے
وہ رازدارِ خلق ہے، خدا کے رازدار ہے

محبوبت میں نبی کی یاد آتی ہے
بھون ورمیں جیسے کشتی یاد آتی ہے

زبان پر جب نبی کا نام آتا ہے
علیٰ سب طعنے کی یاد آتی ہے

خدا کے نور میں دستِ حریری سرسراتا ہے
زمیں تا آسمانِ عمور کے عینِ لہلماتا ہے

خیال و خواب میں چمڑہ نبی کا مسکراتا ہے
جمالِ ایزدی نورِ محمد بن کے چھاتا ہے

سلام آتا ہے رب کانزع کے عالم میں
نفس ہے آخری کلمہ زبان پر آتا ہے

نبی کے دید کی چاندی سے قبر روشن ہے
تو پیران حشر کا طوفان بھی تو تھے متاجاتا ہے

وجود پائے دوے عالم حضور صلیعہ مسے
یہ عرش و فرش ہیں قائم حضور صلیعہ مسے
جیسیں یہ حضرت آدم کے نور تھا اظہابر
فروغِ عظیم ت آدم حضور صلیعہ مسے
جوابی لیلۃ الاسری نماز کا تحفہ
ملی ہے نعمت اعظم حضور صلیعہ مسے
خدانے آپ کو فرمایا رحمت عالم
نہ سرد گیوں ہو جنم حضور صلیعہ مسے
یہ فیض آپ کے قدموں کا تھا اکہ ملک عرب
ہوا جمیان میں مکرم حضور صلیعہ مسے
دروعِ رض ہوا ہم پیہ اس لئے پیران
ہے دل کے زخم کا مرہبم حضور صلیعہ مسے

ہے نے رالا سامان مددی نے میں
نور کا ہے جمیان مددی نے میں
محروم راحبت ہیں سرورِ عالم
رحمتیں ہیں عینیان مددی نے میں
آسمانیان سے ملک اُترتے ہیں
کاروان کاروان مددی نے میں
دل کی آنکھوں سے دیکھتے ہائیوں میں
ہے بہشت وجہ نیان مددی نے میں
دل کے وحاصیل سرور راحبت ہے
ہے واایم سان جوان مددی نے میں
خُرہ رحمت روضۂ نبی سے ہے

سـرـنـگـوـں آـسـمـان مـدـیـنـے مـیـں
سـارـی دـنـیـا مـیـں دـیـن بـھـیـل گـیـا
پـہـلـے گـوـنـجـی اـذـان مـدـیـنـے مـیـں
کـعـبـة الـلـه بـھـی رـشـک کـرـتـاـہـے
بـاتـوـہـے نـہـمـان مـدـیـنـے مـیـں
سـچـی رـاحـت بـھـیـں مـلـے پـیـرـاـہـے
غـمـہـے کـوـئـی کـمـان مـدـیـنـے مـیـں

مناجات

نَخْنُ أَقْرَبُ ، نَزَّلَنَا قَرِيبٌ حَقٌّ بِخَشْنَةٍ
ابْرَادُ صَنْنَمَ كَدَهْنَهْ رَهْنَا

بِيَتْ مَقْدِسَ بِهِيَ كَعْبَهْ بِهِيَ دِيكَهْ وَنَ
دِكَهْ هَرَانَهْ آسْتَانَهْ آفَهْ أَكَهْ

ابْنَهْ رَهْيَهْ كَوْئَيَهْ آنَهْ لَهْيَهْ وَالاَنْهِيَهْ
آخَهْ رَهْيَهْ بِهِيَهْ آمَهْ آفَهْ سَاهْ

سَارَهْ نَيَهْ وَهَهْ وَهَهْ اَمَهْ رَهْنَهْ
اوْرَانْهِيَهْ كَالَّهْ بَهْ شَاهْ بَهْ دَهْ

نَهْهِيَهْ بَاهْ وَسَهْ بَهْ نَهْهِيَهْ رَاهْ
آسَهْ رَاهْهْ اُسَهْهْ مَحَمَّدَهْ

مَهْ اَمَهْ عَبْدِيَهْ بَهْ سَبَهْ سَهْ اَعْلَى
تَوْشَهْ لَهْ بَنَهْ دَهْ حَقَهْ بِهِيَهْ بَهْ بَالَّا

سَكُونَهْ دَلَهْ بَهْ ذَكْرَ حَقَهْ كَاحَاصِلَهْ
كَوْئَيَهْ كَيَاجَانَهْ اَسَهِيَهْ بَهْ مَزاَكِيَهْ

بَهْ بِهِيَهْ جَانَهْ خَوْدَهْ كَيَهْ يَهْ حَقَهْ كَاعَرْفَهْ
كَهْ اِپَنَهْ بَهْيَهْ جَانَهِيَهْ بَهْيَهْ دَهْ اَسَهْ كَاهِيدَهْ

كَوْئَيَهْ جَوَهْ مَظَاهِرَهْ سَهْ رَوْكَهْ كَسَيَهْ كَوْ

وہ ہے دراصل یہ ارغیار اس کے

عین ان سورِ حق کی تجلی بہت ہے
بھلاں کو برداشت کا کس میں یہاں

نعتیہ مناجات

کملی والے نبی جب ہو محسوس رہا
اپنی کملی میں ہم کو چھپائیجئیو
روزِ حشہ رہے بس آپ کا آسرا
اپنی کملی میں ہم کو چھپائیجئیو
محض طریقہ میں ہم مت دردِ عصیان سے ہم
زندگی میں انہی ائے ہم مت رنج و غم
دیکھو کر آپ کو غم بھی جاتا رہا
اپنی کملی میں ہم کو چھپائیجئیو
جب نہیں تھا جمیان میں خدا سے نیاز
کام آتے ہیں کیا ہم کو روزہ نیاز
ہم قیامت میں بس آپ ہی کار ساز
اپنی کملی میں ہم کو چھپائیجئیو
شدتِ غم سے بے راہ ہے نیالاں کے نیالاں
آپ کے امامتی ہے ہم مت خستہ جمیان
آپ اگر رہم ربیان تو خدمم ربیان
اپنی کملی میں ہم کو چھپائیجئیو

اگر آنکھوں میں شوق دید کا جلوہ فروزان ہے
پسی پردہ جو ہے پردے سے باہر بھی نمایاں ہے

گذر سکتا ہے ہم مت افلاک سے پرواں میں اپنی
یہ ہے سجادہ ام غافل نہیں تخت سلم میان ہے

اگر دل اور جگہ پر زخم گم رہے لگ کے رہتے ہیں
نہ کرتا لاش مرحوم کی میسر گرنگی کدان ہے

یہاں کا ہر عمل لائے گا اک تعییر محسوس ہیں
اگر یہ زندگی دنیا کی اک خواب پریشان ہے

نگاہوں کو ہوا کرتا ہے بابِ عشق پر دھوکہ
چمن بامسرے ہے اندر سے اک دشت و بیابان ہے

نئی تہذیب کی رنگینیاں سامان غفلت ہیں
چمن یہ جس قدر شاداب ہے اتنا ہبی ویران ہے

گئی دولت جو ہاتھوں سے تو کچھ پروانہ ہیں پیراں
خدا کشا شکر لازم ہے جو قائم نور ایمان ہے

نہ مجھ میں کوئی یقین ہے نہ کوئی قلبِ سلیم
 اذالت سے جامیں مرے نالے کہیں تو بادنیں
 بربضی عشق ہوں ایسا نام میں ہے کوئی حکیم
 بگڑگئے میرے اوصاف میں ہوں بے تنظیم
 ہر ایک بوندلم و میں ہے جذبِ نام ترا
 فلک ہے سرخ ہے خون سے اے ربِ کردیم
 میں بدعتنی ہو تو گرفتار میرا مے دشمن
 فلک پہ خون سے لکھ دے تو حرفِ ربِ رحیم
 وہ مئے پلائی ہے دل بن گیا ہے پلانی سما
 نہ کوئی برقِ تجلی نہ کوئی ضربِ کلیم
 نہ میں جنم بت فردا کی آرزو پر ران
 فقیری لکھ دے میرے نام ربِ عرشِ عظیم

معرفت

مکتبِ عشق میں قدم رکھتا
 عالمِ دنیا کے سب بھالیا ٹھتا
 پڑھ لیا اک سبقِ محبت کتا
 اپنے ہوش و خردگی وابیا ٹھتا

ایک صورت حسیں نے ظرائی
دل سے پردمے کو جب افہمایا بیٹھا

نیند آئی نہ رات بہر مچھ کو
عشق وہ داستان سے ایسا بیٹھا

راحت زندگی ہے اس کے نصیب
جو خدا سے ہے لونگایا بیٹھا

ایک خزانہ بڑا بلاپر ران
مال دنیا کا جب لٹایا بیٹھا

پیرزادوں میں پیر کی خصلت
ڈھونڈتا ہوں مگر رنہیں ملتی
شکل و صورت تو خوب ملتی ہے
وہ نگہ اور نظر نہیں ملتی
وہ خبر رغیب کی بھی دیتے ہیں
ان کو خود کی خبر نہیں ملتی
وہ تھے جام شمع ورک کے شیدا
یہیں جام سرور کے شیدا
وہ تھے شمع حرمے پر روانے
یہیں نمازوں عالم کے دیوانے
وہ نفے سس پر تھے خکم ران ہو کر
نفے س کے ہیں یہ خادمان ہو کر
خاک کو آسمان سے کیا نسبت
ان کو پیر مغلان سے کیا نسبت
دیکھتا ہاں ہوں عجب سے مان پیران
شم رنگ اوس ہو گی اور ران

منقبت

پھلے دھو اپنی زیان پھر کر بیانِ غوب پاک
ہے زمانے میں نرالی آن و بیانِ غوب پاک
نامِ نامی عبد القادر ہے محی الدین لقب
تازگی جان بخشی دیں کو جانِ غوب پاک

سید از طرفیں ہیں وہ خواجہ تقلیلیں ہیں
انس و جاہ میں ہیں بہت سے خادمیں غوب پاک

مُلک ہے ان کا اولیٰ سر وہ ہیں اس کے تاجدار
کوئی کیا جانے کے کیا ہے جہاں غوب پاک

بـا ادب پـیر آدا کـر قـطب عـالم پـرسـلام
تو بـھـی ہـے اـک بـنـدـہ وارـفـگـان غـوب پـاـک

پـڑـھـوـشـوقـسـے اـہـلـدـلـکـاـکـلامـ
کـئـیـرـازـہـیـ اـسـمـیـںـ لـاـکـھـوـنـپـیـامـ

مـلـےـ جـوـبـھـیـ،ـ کـرـلـےـ تـوـاسـکـوـسـلامـ
ہـےـ نـامـوـنـوـسـےـ نـامـخـداـاـکـسـلامـ

مـلـےـ کـوـئـیـ بـھـوـکـاـتـوـکـرـاـہـتـہـامـ
کـھـلـاـکـچـھـاـسـےـ ہـےـ دـہـکـارـکـرامـ

کـرـونـیـکـعـمـلـعـاقـبـتـنـیـکـہـوـ
تـلـطـفـپـسـنـدـیـدـهـغـصـہـحـرـامـ

ہـوـوـرـدـزـبـانـنـامـحـقـہـوـگـیـاـ
ادـہـوـرـانـہـہـوـگـاـکـبـھـیـ کـوـئـیـ کـامـ

ایک دعا

زندگی بندگی میں ڈھل جائے
آرزو عشق میں بدل جائے
ج ام ک و ریہ کل میس رہے
آج زم زم سے ک ام چل جائے
کتنی کلی انہیں میرے دامن میں
مسکرائیں توجی ہم ل جائے
صبح راحت ہ و شام راحت ہ و
دل بے تاب اگرسنبھل جائے
دم صوفی بھی ہے کرشمہ خاص
مشکل عالم کے سرسرے ٹل جائے

دعا

یارب سکونِ دل کی ہو دولت عطا مجھے
محشر میں ہو حضور کی قربت عطا مجھے
کلمہ مرے لمون پ دم واپسیں رہے
ہو آخرت میں فضل شفاعت عطا مجھے
مجھ کو یہ ان نصیب ہو عارف کی صحبت
ہو تاب صبر وقت مصیت عطا مجھے

ایمان و علم و حلم مرے خاندان کو دے
سب شیخ و شاہ کی ہو محبت عطا مجھے

یارب ہو سارے عالم اسلام پر کرم
کران میں صبح و شام سکونت عطا مجھے

الافت خل وص دل کی تم ون تک اتار دے
ایمان کانور بھر میرے دل کو بھار سے

مشکل میں آسراہ و تیرے نام کا مجھے
بڑا ک برائی ذہن سے میرے اتار دے

رزق حلال میں میرے برکت کی شان ہو
اک دانے کے عوض مجھے دانے ہزار دے

شیطان کے شرکو سارے زمانے سے دور رکھ
جو ٹوٹنے نہ پائے تو ایسا حصار دے

وسيع ہے یہ کائنات کتنی، کمی ہے کیا مہربانی ان کی
جگہ ہے یادوں کو دل میں ساری ان کی کمی ہے کیا مہربانی ان کی
اٹھائی ذلت جمـان میں جب بھی، ہوا ہے احساس تنگی دل
لٹھائی دولت رہی سمی بھی، کمی ہے کیا، مہربانی ان کی
صنم کدھ تو صنم کدھ ہے نہ پہنچے کعبہ کے مرتبہ کو
گردائیے بت ظفر کے دن ہی، کمی ہے کیا، مہربانی ان کی
ہمارے آفـائی ہمارے، انہیں خبر کائنات کیا ہے
انہیں خبر آج کی بھی کل کی، کمی ہے کیا مہربانی ان کی
ہے اپنی کشتی مغار کے ہاتھوں دگر کوئی ناخدا نہیں ہے
ہے سهل پائے وہ منزل اپنی، کمی ہے کیا مہربانی ان کی

جو مرد ہیں حالات کاشکوہ نہ کریں گے
وہ جیتے ہوئے موٹ کی پروانہ کریں گے
خود آپ پہ کرتے ہیں بھروسہ ترے بندھے
وہ بات ہے کسی اور کادی کھانہ کریں گے
ہم گرامـون اپنے ہی طریقہ پہ رہے ہیں
کچھ اس سے الگ اس کے علاوہ نہ کریں گے
رزاق ہمیں دیتا ہے جو بھی ہے وہی بس
ہم خود کو کسی حال میں رسوانہ کریں گے

مولاترے اکرام ہیں پیرآن پے بلاحد
مودن ہیں جو ایمان کا سودانہ کریں گے

سلام بحضور رحمتہ اللعالمیں

السلام اے رحمة اللئے العالمیں
اے او لام اے رام الاولیٰ ن و آخر ردن
السلام اے فخر، وج و دات گل
بادئ برحق و دانائی سے شبیل
السلام اے ظم رن و رخدا
اے شفیع الامم ذنبیں روزِ جزا
السلام اے باشندی اعلیٰ نسب
السلام اے کعبۃ الرکب علیہ السلام
السلام اے ربہ رن و عیشہ
السلام اے صاحب شرق القمر
السلام اے ربہ نمائی عارفیں
السلام اے راحتہ نالہ ایش قیس
اے رادہ ردوعہ نالہ السلام
باء مش تخلیقی آدم السلام
آپ والاقدار اعلیٰ ملة
آپ کی توصیف میں حق کے اکلام
آپ کے اپی رآن ہے اک اذی غلام
کی جنیئے مقبرے ول آداب و سلام

آزادنظم

وہ بشر نہیں کہ حیات و موت میں ہو سرگران
وہ ابد سے پہلے ازل کے بعد شفیع خلوب دو جہاں

وہ شکم کہ جن کی غذا تھی نور و سرو ر قلب
وہ فقیر تھی یہ لثار سے تھے زمان و مکان

تو ہوا کی زدیہ ٹھیماتا چراغ سے
وہ سیاہ رات میں ماہ میں کی طرح عیان

وہ جلال جس نے کہ بست کدوں کو مٹا دیا
وہ جمال جس نے ایک کردئے دو جہاں

وہ تھے بادشاہ مکان کے وہ تھے بادشاہ زمان کے
وہ میں تھے وہ آمیں تھے وہ تھے صدقِ اکبر دو جہاں

وہ نگاہ تیر و تفنگ سے نہ ہی جنگ سے
وہ نگاہ سب پر گرا رہی سے محبتون کی بحلیاں

گوہوں پیراں ان کی شفاعتوں کامیں منتظر
میرے غم کی رات میں دھیرے دھیرے جھلک رہی ہیں تجلیاں

جیسے سامنے رن اک دم میں
دم کے ساکھیں دل دوعالم میں

ڈر کیسے یاء خدش کیوں
رحمت عالم ہیں ہم میں

سرگ و زیست ہیں خود ہمدم
جیسے خوشی پنم لاغم میں

ہر رہ رہیں اک سوزنے مان
جیسے کشائیں شماتم میں

پیراں سی نہ روشن کر
دن لئے آگے دل عالم میں

رحمةٌ عَلَيْكُمْ بِلَا كُوْنْ سَلام
اسْنَبَیْ مَسْكُرْمُ بِلَا كُوْنْ سَلام

راستَهٗ حَقٌّ كَانَتْهُ اَنْ كَوْدَكُهُ لَادِيَّا
بَادِئَ نَوْعِ آدَمُ بِلَا كُوْنْ سَلام

عَرْشِ اَعْظَمُ بِلَا مَعْرَاجٍ كَيْ شَبَّ گَئَے
رُورُو عَرْشِ اَعْظَمُ بِلَا كُوْنْ سَلام

جَنَّ كَيْ اَعْزَارُ وَعَظَمَتْ كَافَرَ آنْ گَواه
اسْنَبَیْ مَعْظَمُ بِلَا كُوْنْ سَلام

غم میں امانت کے اکثر جو روتی رہیں
اُن کی چشمہ میں یہ نہیں پہنچتا لام

ہے نقاب آپ کا خاتم المرسلین
اُس نبیوت کے خاتم پر لام

دیس کے اسرار پر رآن وہ روشن کئے
حق کے رازوں کے محروم پر لام

دعا

انسان اگر چہ انسان ہے، پیکر "صورتہ الرحمٰن"
جو بھی ہو جیسا ہی ہو، اس کی کشش اس کا رجحان ہے

زر زیور کس کو مطلوب، تیرے سواب کچھ ناخوب
وجہ پر دشمنی سب کچھ، چاہئے دل کو اطمینان

نان جو دیس ہی کافی ہے، مرغِ مسلم کیون چاہوں
بھوک کو اپنی بجهان اپنے بس ہے روکھی سوکھی نہ ان

یہی تو مقصد ہے اپنے، روشن دل اور جذب و سرور
مانگا جب رب کی پہچان، بولا کر جان کی پہچان

سادہ جینے، اونچا خیال، ہیں یہ بزرگوں کے احوال
پیر آنچھوڑ دے سب جن جمال، تھام سے دست پیر مغلان

۱. الحبیت ترییع: خلق الانسان غلی ضریب الرحمن (الذی نیح انسان کی صورت پر بینا کیا۔)

غزلیں

نظمیں

نشے اناکا چڑھا ہوا ہے، انکی ناگن لپٹ گئی ہے
نظر میں انسان کی قدر انسان، یہی ہے شاید جو گھٹ گئی ہے
بزاروں منزل تھیں دوراب تک مہینوں، برسوں کے فاصلوں پر
سفر میں سرعت بڑھی کچھ ایسی، زمین اپنی سمٹ گئی ہے
کسی کی عزت کرے نہ کوئی، کوئی کسی کو سمجھنے پائے
نہ جانے انسان کی سوچ محور سے اپنے کیوں آج ہٹ گئی ہے

بدلتا ہے رنگ زمانہ پل پل، عجب جھمیلے ہیں زندگی کے
جو کل تھی حالت وہ اب نہیں ہے، جو دوستی تھی وہ کٹ گئی ہے

نہ پوچھو پیراں ادائے جانان، اثر قیامت کا اس میں پایا
الٹ پلٹ اپنے دل کا عالم، حقیقت جان پلٹ گئی ہے

یہ دن یہ رات ہے کیا ان کی مہربانی ہے
یہ کائنات ہے کیا ان کی مہربانی ہے

یہ جان و تن میرے ہوش و خرد یہ قلب و نظر
یہ اپنے ذات ہے کیا ان کی مہربانی ہے

یہ جسی کے سرنا، سرِ حشر مرکے جسی انہنا
دگر رہیات ہے کیا ان کی مہربانی ہے

زبان تو ہوتی ہے لذت شناس اے پیراں
زبان کی بات ہے کیا ان کی مہربانی ہے

لہو کی طرح رگوں میں روان ہے داد تری
ضعیف ہوں ہی تو کیا غام جوان ہے داد تری

تری ہے میں تسبیح لے کے بیٹھا ہو
ہے دل میں نورت وورد زبان ہے میں داد تری

تری قسم میں نہیں تیری میں داد سے غافل
زمیں ہے میں را دل آسمان ہے میں داد تری

تری ہے میں داد سے ہے زندگی میں روشن
ہر ایک ساز سیں میں اور ہر زمان ہے میں داد تری

پرورہ ہاں ہوں میں اشکوں سے موتوں کی لڑی
کہ میرے واسطے گنج روان ہے میں داد تری

اندھی رون میں مرا گھر بے چراغ روشن ہے
کہ تیرے دل میں سدا ضوف شان ہے میں داد تری

ہمیشہ ذہن میں میرے سے ہے میں داد تری
لموکی طرح رگوں میں چالی ہے میں داد تری

مری زبان کو حاصل عجیب لذت ہے
میرے خیال کی دنیا میں بھی ہے میں داد تری

سن بھالتا ہے فضل ائوں میں تو دم پر رواز
چھک لہک میں پرندوں کی بھی ہے میں داد تری

ہودشتیاک بیان مجھے نہیں پر روا
وہیں سمجھتا ہوں جنت جہنم ہے میں داد تری

تری ہے میں سرمسات ہو گیا پیران
نشاط روح ہے آرام جہنم ہے میں داد تری

کلامِ حق سے اے بی رآن یہ بات روشن ہے
نہ مزار روزہ سبھی زندگی ہے دادتی ری

اللہ کی نعمتیں نہیں آتیں حساب میں
مرقوم کوں کرسکے ان کو کتاب میں

چڑیں ہیں بے شمار ہمارے لئے جمیان
اللہ اس خاک میں ہے تو موتی ہے آب میں

ارض و سماء میں دیدنی جلوہ ہیں بے حساب
پوشیدہ ہیں کہ رہتے ہیں دائم حجابت میں

لازم ہے آدمی کو کرے شکرِ حق ادا
آرام کاش کارہ و دا ضطرب ارباب میں

کتنے کتاب خوان ہیں جو بے راہ ہو گئے
تقویٰ کتاب ہی نہیں داخل نصباب میں

دنیا کی لذتیں ہیں میسر شبِ باب میں
شاملِ مئے طور پر و بزم شراب میں

ہیں کتنے زخم دل میں ہم اپنے لئے ہوئے
سروج کو ماند کرتے ہیں جو آب و تاب میں

تقوی عذاب لگتا ہے تائیر میں ہے شہد
نشہ غلط سمی پھرے لذت شراب میں
ہے کوئی جونہ میں ہے یہ سان زر کا قدر دار
سونا اگر انہم ہے کشش اس کی تاب میں
چرچا بڑا ہے علم وہ نر کافر نگ میں
روحانیت نہ پائی وگے اس کی جناب میں
جو کھو گیا ہے نغمہ و چنگ و رب اب میں
دهڑکن نہ پاس کے گاہ دل کی کتاب میں

جن اور فرشتہ ساتھ ہیں لیکن نظر سے دور
سب کاروبار ان کا ہے دائم نقا اب میں
دنیا کے رنج و غم سے یہ سان ہے کسے نجات
روتا ہے شیر خوار بلا وجہ خواب میں
کرتا نہیں تو دل میں قیامت کا کیوں یقین
ہے کوئی شی پایا جسے انقلاب میں
منصور کی انساک کا وہ دعوی ہے ناروا
کیسے سمائے کوئی سمندر حباب میں
پیر آن دی آزو ہے کروں جان و دل فدا
پم نچوں جو بارگاہ رسالت میں اب میں

حق کا جلوہ جب نمایاں ہو گیا
کل جمیں آنکھوں سے پنمیاں ہو گیا

نور کا معمورہ بسط حاتا ہو گیا
اور مدینہ طور سامانیاں ہو گیا

لطف کی برسات پھر ہونے لگی
آدمی جو بھی تھا انسان ہو گیا

ہو گیا صوبے ارجب دل کیادیا
بڑھ کے ہر کافر مسلمان ہو گیا

پائیں پھیلانے لگی ہرسویں مار
دیکھنے اصحاب را گلستاں ہو گیا

ہو گئی نظرِ کرم بھی ملت فت
ہمسرِ جم شہاد پیراں ہو گیا

ہر کس کی اک منزہ زلہ سے
سودائی جس کے اعادل سے

شمعِ جمیں پر روانے ہیں
شمعِ ہنگامی ان کی منزہ زلہ سے

کی اکی سارہ سان کت نے اسی آس
سینہ میں بس اک دل ہے

شرم و حی اکی ساجانے کے کوئی
عربی لانے کی بھی حائل ہے

قصہ تپ ران الہ الہ
صحبت یہ درکامہ مل ہے

تو شاہیں، تیری پرواز آسمانی
مبارک ہوجم سار کی پاسیانی

اگر دیواز کہتے ہیں تو کم ہیں
محبے زیبا ہے سب کی میزبانی

مرا دل سوزہ جران سے ہے داغ سار
نمایت قیمتی ہے یہ نہیں

کرم تیرامیس رہے جوہر دم
تیرالطف، تیری مہربانی

لگی بچہ کر بھڑک اٹھے گئی پیران
ہے ناکافی سمندر بھر کا پیانی

سارے ہنگامے پاہیں کسی دلست کے لئے
جب کہ دنیا باؤئی عشق و محبت کے لئے
ہر کوئی حیران پریشان، سر میں آفائی کی دھن
کوئی طاعت کونہ حاضر اور خدمت کے لئے
کیسے کیسے چشمے آئے ہیں ابھر کر خاک سے
نعمتیں ہیں سب فراہم شکر نعمت کے لئے
کیا نہیں معلوم انہیں، قرآن کیا پڑھتے نہیں؟
آفرینش انہیں وجن کی ہے عبادت کے لئے
آخرت کی روز بھی پر رآن ہے روزِ ابتلاء
پیش آفات و بھی پہنچے گاش فاعات کے لئے

آج ہم قسم ملت آزم ساکے رہیں
نفیں شیطان کو جھکاکے رہیں
میٹھی بیاتوں پر ہمان اپہسل نہ پڑیں
ہم زمیں پر ر قدم جم ساکے رہیں
ان کے تین رناظ رسے ڈرن ساکی
ہم ناظرسے ناظر ملاکے رہیں

ڈاٹ پر ڈاٹ ہیم پئیں گے ضرور
صبر کی تباہے مگر دکھ اکے رہیں

خاک ہو وجہ ائیں گے محبت میں
لیکن بی رآن نہیں منساکے رہیں

پاتاہے قبولیت بالطف کرد مانے
دیوانے کی خدمت ہی دیوانے کا نذرانے

ره جاتے ہیں پیاسے ہی کچھ ہاتھ نہیں آتا
ہر رند کو حاصل ہے کب عشق کا پیمانے

جذبات مچلتے ہیں اور پائوں ہم کتے ہیں
دو رنگ کا پتلا ہون دیوانے نے فرزانے

پی لی تھی مئے وحدت سب رنگ بُتلا یعنی
گوارہ و کمالا ہوسب سے مرا یارانے

دن رات کایا عالم، جلوے ہیں تماشا ہے
پیرآن نہیں دیوانے، فرزانے ہے فرزانے

دیداری مارکے لئے دل بے قرار ہے
کل بھی ہو کل تو یہ کوئی قول و قرار ہے
ساقی سلام تجھ کو، سلامت تراچ من
کب آئے دن وہ جس کا تجھے انتظار ہے
میں ہوں سفید پوش گنہ گار ہی سمی
چوڑو کردارہ پر رده دار وہ پروردگار ہے
جیسے نہ دیکھیں، مرکے وہ کیا دیکھ پائیں گے
اندھوں کو روشنی کو کوئی اعتبار ہے؟
پران بُرون کا حال ہے بد آخرت میں بھی
خوش کام ہو یہ توانہ کام گار ہے

قیدی غم ہوں میں اے کاش کوئی یار ملے
دل سے محروم یارب کوئی دلدار ملے
روزِ حشر کی تمماز کا بڑا چرچاہے
ڈھونڈتے جائوں میں تاسیس سرکار ملے
طاق میں جیسے کوئی شمع جلاتا ہوں
نہ ملا کچھ نہ سمی دیدہ خون یار ملے
خاک بن جائوں گامیں خاک میں دب کر اک دن
بھول جائوں تو کہیں یار کادیدار ملے

طیبے شریف جائوں گے اے پیر آن میں نجف سے ہوتے
تباہ و دیدار نہیں روست کے رار ملے

سونے نے دی ارات خیالات نے مجھے کو
بے چین رکھا ام حض خرافات نے مجھے کو
جذبات و تفکر میں عجب چھپ ٹرچلی تھی
دیں پٹھیں ان رہ کے بڑی رات نے مجھے کو
دب دب کے ابھر تے ہے رہے آبلے دل کے
رل وادیے جھوٹوں کے بیانات نے مجھے کو
بے شرم و حیا پاس نے تھا ان کو کسی کا
شرم نہیں فحش بیانات نے مجھے کو
پیر آن وہ غصہ ب ریز خطرناک نظرے
کٹھے رے میں کھڑا کر دیا حالات نے مجھے کو
کچے دھاگے کابندہ ارشتہ کہ میں ٹوٹ نہ جائے

لے کے جانا ہے بہت دور یہ میں ٹوٹ نہ جائے
کتنے طوفانوں سے گذرا ہے سفینہ دل کا
نا خدا دیکھو یہ منزل کے قریب ٹوٹ نہ جائے
عمر بھر رہم نے بچارگہ ہامے امیدوں سے
ہمارا کم میں رابطہ ضبط ویقین ٹوٹ نہ جائے
ستھنے آئے ہم کو اکب کے اترنے کی خبر
کوئی تارانے گرے، سطح زمین ٹوٹ نہ جائے
ہے دراز اپنے سافر، دور ہے منزل اپنے نی
عزم پیراں کا ہم مالا تو نہیں ٹوٹ نہ جائے

کیا کیا نہ مجھے اہل جہاد کے رہے عتاب
یاروں کا دم گھٹا، مری آنکھیں رہیں پُر آب
حاصل ہمیں ہیں حسرتیں، آہیں، یہ میں نصیب
ہم ڈوبتے چلتے تو ابھر تے رہے جہاں
عشترت کی زندگی تو میسر نہ ہو سکی
اور غم ملات واتنانے حدجس کی ناحساب
ہم تھے دریب پا، لب پر دعا اسلام
لیکن حضوری سے نہ ہوئے بھر بھی باریاں
پیراں سوائے صبر کے اب ہو گا کچھ نہیں
جل بھیں کے ہو گیا ہے جگر اپنا جوں کیاں

آمجل سی فقراء میں تقدیر بنائے جا
آشمع محبت تو سینے میں جلائے جا

یہ محفیل باراں ہے رشتوں کو بڑھاتے جا
کچھ اور بڑھائے جا، رنگ اپنا جمائے جا

عشاق کا سایہ ہو سرپرتو بھلاڈر کیا
آندھی ہو کہ باراں ہو شمع اپنی جلائے جا

شرفاء کی جو صحبت ہو اخلاق سنورتے ہیں
ظاہر کی طرح اپنے باطن کو سجائے جا

ہے بادۂ الفت کی بوتل ترمے ہاتھوں میں
بھر بھر کے دے جام اپنے پیراں تو پلائے جا

زخم کیا کیا اانہ دل پہ کھائے ہیں
سب کو سینے سے ہم لگائے ہیں

شدی و غم سبھی برابر ہیں

ذائق سب کا جکھ کے پائے ہیں

حسن والوں کی ہر ادا ہے حسیں
غصہ غصہ میں مسک رائے ہیں

آن کی حرکات کایقیں کیا ہے
جاتے ہے جاتے ہے بلٹ کے آئے ہیں

اس تلاؤ زاج پیر آن کی
عمربه ردوستی نبھائے ہیں

دنیا ساری سوتی ہو تو شب بھر عاشق رو تاہے
رہ کر عاشق موتی رو لے، جو سوتاہے کھوتاہے

تن کی صفائی من کی صفائی، تن من دونوں پاک بھلے
ایسا ہو تو ان کے آگے سرخم سب کا ہو تو تاہے

حق کا آواز بھی اونچا، اس کی صدابھی اونچی بھی
مسٹ خودی وہ سب کے دل میں بیج خودی کے بو تاہے

ہجر میں رونے والا آخر دیدسے ہو گا خوش انجام
فانی دنیا پر اترانے والا اک دن رو تاہے

گرے پڑے بھی پیر آپنی ہمت ہمارے گانے کبھی
ان کی نگاہ خاص جو ہو تو ربہ اونچا ہو تو تاہے

ٹکڑے ٹکڑے دل کا شیشہ کیسے بنے گاشیش محل
محل بنے یا جہونپڑپٹی ہو جائے گی ایک غزل

دل کے آئینے میں ان کان قش نمایاں دیکھاہے
چہرہ روشن، خمدار ابرو، گیسوان کے بل دربل

رنگ رنگیلے دل کو نبھانے والے خاطر دیکھے ہیں
اُرد کھن، پیاسے صحراءہ بھرے جنگل جنگل

جو رنے، ریلے، جھیلیں، ندیاں، رشک جنماں کشمیر
بادل گودالم راتاہو سرپہ ہمالہ کا آنچل

اٹھنے لگے ہیں آنکھے پر دے پر آں صبح روشن ہے
خودی کے آئینے میں جلوے پیدا ہیں ہر پل

آگ پلانی میں کیوں لگائی وگے
جو بجھائے اسے جلائی وگے؟

رض عشق لا دواہے مے مرا
تم مسیح حاکمے بنائی وگے؟

غیرِ مستی ہوں، ہوش کھو دیا ہے

ہوش میں مجھ کو کیسے لائیو گے
ضوسے سورج کی چاند روشن ہے
ہو گے ابے نور گرچہ ائیو گے
عط روع نہ ریم ار لائی ہے
پر آن خوشبوؤں میں نہ ائیو گے

رگ وریشہ میں، مرے خون میں سمائے تم ہو
دل میں آنکھیں توتھوں میں بسائے تم ہو
منشہ رتھا میراء عالم، میں پریشان وجود
ایک مرکز پہ مجاھے کھینچ کے لائے تم ہو
میں نہ مانوں گاکسی اور کے آئے کو کھی
رات چھپ چھپ کے مرے خواب میں آئے تم ہو
میرے دل میں ہو غرض اور کسی کو کیوں کر
آگ الافت کی مرے دل میں لگائے کیوں ہو

آتے ہے جس سے رہیں سے روج و زوال
پر رہے اپنے آن بھال
دن جو ببدلے تے وادہ می ببدلے
کون پوچھے گا اب کسی کا حمال
رنج و غم زہ رزندگی کے لئے
غم دنیا باہمیں نہیں ہے حلال
ترکِ دنیا باہمیں نہیں ہے روا
چاہئے ترکِ حصہ ممال و ممال
ہے جو الْفَقْرُ فُخْرِیٰ قُولِ رسول
پیر آپ باب نداس کے سب خوشحال

ہر ایک کو ضربت خنجر سے زخم تازہ لگا
مزہ تو زخم کا پمپے سے بھی زیادہ لگا
جو واشک روکنے اچاہات و دھڑکنیں بدلیں
وہ ضبط گریں اگر چیکہ مجھ کو سادہ لگا
تری خموشی سے لگتا ہے شم روی رانے
مرے خیال پر جیسے کوئی لبادہ لگا
دراز عمر میں کیا کیا نہ تلخیان دیکھیں

پہ لگاڑتھے سایہ می تو اندر سے خود برادہ لگا
نکل کے بھے گیا آنکھوں سے سب لمب پیران
سپید چمڑہ سپیدی میں کچھ زیادہ لگا

دکھ مراد دم حبست کے سوا کچھ بھی نہیں
بے نیازی تری عادت کے سوا کچھ بھی نہیں
درد جوتونے دیام جھوک و بڑی نعمت ہے
اور نعمت، تری نعمت کے سوا کچھ بھی نہیں
گل کے ہوتے بھی وہی بلیں نالاں کا ہے شور
اس میں اعظم بارِ محبت کے سوا کچھ بھی نہیں
عام ہے سارے زمانے میں جو افسانۂ درد
درد الافت کی علامت کے سوا کچھ بھی نہیں
ہوئی توفیق سے پیران کو یہ عرفانِ حیات
زندگی جملہ محبت کے سوا کچھ بھی نہیں

کوئی پر مغماں ہے وابہوتا
شادہ سار روح کو کیا ہے واتا

راہ دش وار ہے کٹھ نہ منز زل
سمبل ہے واتا سفر تو کیا ہے واتا

کیون بھروسے پر غیر کے جینا
کاشی کام خود کیا ہے واتا

چلتے جاتے تو راہ مل جاتی
جذبِ دل آپ رہنے ہے واتا

آگ ہے آگ عشق کے کمی پر ران
عشق ہے واتا وجہ گیا ہے واتا

نہ ہے مغار، نہ ہے میخانہ ہم کم مان جائیں
بھلانے اپنے ناسیہ کی درد و غم کم مان جائیں

ہزار دوست ہیں آئیں گے اشک شوئی کو
ہمیں عزیز ہے اپنے ایہ مر کم مان جائیں

کئی حسین سہی، کوئی بے شمال کم مان
بتائی وڈھونڈنے اپنے اصل نم کم مان جائیں

سوئے دل کے نہیں کوئی ویسا پاک مقام
جلانے کے لئے شمعِ حرم کم مان جائیں

ہمارے اپنے ہی بھترے اس دفینے میں

چھیں اے پیار کا گنج کرم کم سا جائیں

طلبِ دید بنتایا یار کا دیدار نہیں
ڈھونڈتے جائیں اے پیانسا اسے دشوار نہیں

گل ہے بلبل کے لئے، اور چمک بلبل کو
دل غم دیدادہ نہیں ہو گاتا تو دلدار نہیں

دل کی تاریکیوں میں عشق کی قندیل جلا
زندگی ہو جواج والوں میں گرانی مار نہیں

گردہ و رفت قلبی کی کشش میت پوچھو
جس میں یہ چیز نہیں دید کا حقدار نہیں

عشق واپس سے ہے میل ملاپ اے یہ راہ
کاہے کی دوستی گرجذبۂ ایشان نہیں

کون جانے تجھے کہ تو کیا ہے
پھول کم لئے تورنگ و بوکیا ہے

توہی تھوہی تم جلوہ ترا
بھر بھی جانانے کوئی توکیا ہے

سارے عالم پھرے احاطہ ترا
کس نے دیکھ لاگ روب روکیا ہے

سایہ سایہ ساہر طرف ہے عیان
میں کم آنہ ہوں، یہ چار سوکیا ہے

ڈھونے کے خود کوتھیوں چلا پڑا
آئینہ میں یہ روب روکیا ہے

جو خاص جوہ ردل ہے، خلوص کا حامل ہے
جو اس خلوص کا حامل ہے بس وہی دل ہے

دکھائی دیتا ہے تاروں سے آسمان خالی
یہ دن کی بات ہے، اپنا خیال باطل ہے

ستم ہے، ظلم ہے، دیوانگی ہے چاروں طرف
ہر ایک راہ میں رہنے زندگی ہے، گھر میں قاتل ہے

تم سارا حال ہے ایسا جم ان میں یہ ران
سفر سے خالی ہو، وہ چند اس کا حاصل ہے

میں خلوت خانہ دل میں جہاں کی سیر کرتا ہوں
ستاروں، کمکشانوں، آسمان کی سیر کرتا ہوں

زبان پر میری نام بارہے ہر حال میں جاری
میں بیٹھے بیٹھے کوئے جان کی سیر کرتا ہوں

فقط گل ہی نہیں کانٹے بھی ہیں صحنِ گلستان میں
نہ پوچھو کس طرح میں گلستان کی سیر کرتا ہوں

جادہ رپھروں میں رُخ اپنا دادہ رعالم نیا پائیوں
وہیں کاہونہیں جاتا جہاں کی سیر کرتا ہوں

ہوں سب کے ساتھ پر عالم ہے میرا اور ہی پیران
میں اپنے آپ میں کون و مکان کی سیر کرتا ہوں

مئے وحدت جو پیتا ہوں بظاہر مجھ پر مستی ہے
میں سب سے دور رہتا ہوں، الگ ہی میری بستی ہے

سبھی طنز و مزاح، اور چھپڑ چھاڑ اچھی تولگنی ہے
مگر ممنگائیوں میں زندگی اک چیز سستی ہے

یہ صبح و شام کا عالم، یہ بے کیفی و بیزاری
تعجب ہے یہ کیا حالات ہے کیسی اپنی پستی ہے

غموں کا بوجہ سرپر ہے، جگر چھلنی ہے زخموں سے
ہیں کیا لوگ ان میں جیسے کاہنرنے سے ذوقِ سستی ہے

ہے ہر سورش نی پھر بھی پڑھے ہیں آنکھ پر پردے
ان اندھوں کے لئے پیر آن بلندی نہ پستی ہے

گرد اڑی بارہ ااغی مار اٹھے
ہم جو یہ ٹھے کبھی کبھی مار اٹھے
سبھی میں رور اور یہ حمال اپنے
تیری دھن فل سے اشکب کار اٹھے
چومنے سے ساحل سمندر کو
دوچھے بھائی ربے کرنے مار اٹھے
بھے سروت نہ درسے اٹھے واتے
ہم بھی جیسے کوئی گز وار اٹھے
بھے ربے ای آنے اے لوت کر پی ران
ہم کم ان جیسے رستے گزار اٹھے

زخم دل کے چھپائے کے رکھتے ہیں
مہل شمعیں جلائے کے رکھتے ہیں
لوجوبہ طرکے، دھوان بھی گرایہ رے
دل ہی دل میں دبائے کے رکھتے ہیں
حال ہے عاشقانِ مولاک
درپ ناظر دس جنمائے کے رکھتے ہیں
تیر مباراگ رانم وونے کیوں؟
آستینیں چڑھائے کے رکھتے ہیں
خسار اور گسل میں فرقہ ہے یہ ران
بی ربیں ہم من و پولائے کے رکھتے ہیں

جام بھر بھر کے بادہ لائے جانا
مئے توحیدت و پولائے جانا
میرے محروم آسمان و پر
اور اونچا بھمیں اڑائے جانا
اوسمی زمیں شاخ شاخ پیوں
تارگی کاسمان دکھائے جانا

ہیں سبھی تے ازگی کے دیوانے
تو ذرات ازہج ان بنائے جے

سے سے رورہے تے راپی ران
سے ریجنست اسے کے رائے جے

رو ب قبلا و تم، خیال نہیں؟
بنن لدھ میں یہ مری ماجھاں نہیں

اس کے اس بکچہ، اسی کی دین سبھی
ہم جو دیدتے ہیں اپنے اام نہیں

ہم حسینون کے حسن پر فتوں
حسن والیوں کا کچھ خیال نہیں

دن نیا اور نئی خبر رہ ردن
آج ہیں، کل نہیں ہوں ماجھاں نہیں

بست ہیں، بست گرہیں، بست شکن بھی ہیں
دوش بستی پکھے کچھ ہو بھاں نہیں

زندگی کی اج و با صول نہیں
 بے اص والی سے کچھ حصہ صول نہیں
 بسا بھائی دوستی ہے فرض اصلی
 ہم ک واس ک ازی ان قبضے صول نہیں
 کامیابی ہے جمدک انجام
 کوئی محنت کی ہی فضہ صول نہیں
 عبد الدین ہے اتم ائمہ شریف
 قربت حق ہے حق حلال صول نہیں
 اپنے سایر را ہے وقف علم وہ نہیں
 فرض عین نہیں ہے کوئی بھے صول نہیں

ایک مکالہ

پہلا

جو پوچھتا ہے وہ میں کیا نہیں ہے
 کم اسکے مم رو فسانہ میں ہے
 دوسرا
 سب اپنے مطلب کے یار ہونگے
 چلو کچھ ہاں میں خططے اناہیں ہے
 تیسرا
 کم ایسے پھر تیسرا نے مجھ سے
 یہ فرق ان میں بس جانہیں ہے
 چوتھا
 سبھی تے والا دھیں صفاتی کی
 کوئی بھے لا بایسا برا نہیں ہے
 پیران

کم سایہ پر رانے سے بڑھ کے ان سے
نہ جو گروہ بے وفا نامہ میں ہے

پہول کھلتا ہے تاکہ مجھے ائے
وہ جو وہ مجھے ائے اور یہ لالائے
ناز فرماتے بت کرتے ہیں
تاب تا حسین کی جہنمک جائے
ایک نزلہ سے خدا لف راہیں
کیا خیر، کون، کب کدھ رجائے
کان آواز آشنا ہے اس مگر
سب گرد کون بت لائے
آمد آمد کسی کی کی ہے پر ران
دی کوں اس راستے سے کون آئے

امیری میں فقیری کام رانی
گزرنا امشکل ہوں سے زندگی ای

کٹھے دن دل لگے میں ہے دل لگے میں
غلط ہے، لگے میں ہے جو وٹے کم نانی
غم و درد والیم ہے ردن کے ساحے اصل
کے ہے دارانہ حن دنیائے فنانی
غلامی میں مزاح لمب سب سب
ہے الٹا اپنے اذوق کے اردانی
بلاش کوہ سبھی بے رداشت کرنے
یہ ہے پھر کے پھر رآنے نانی

واقف ہے سہم بھی عشق کے ایک اک مقام سے
پتھے ہے سہم بھی بسادہ بڑے احترام سے
دیکھا جو نندے ہیں تکتے ہی رہ گئے
چھلکائے جامہم نے محبت کے نام سے
جامہم دی نے پلاٹی ہے وہ شراب
شیریں زبان ہیون میں بھی درود سلام سے
بڑھتے امنگیں جوش بلاکالم و میں ہے
اونچی ہے اب نگاہ میر سقف و بام سے
پیران قدم پڑے نظر سجدہ روز ہے
خواہش ہے ان کو لوں میں بڑے ازدحام سے

راحت کی چاہتوں میں پھنسایا نہ جائوں گا
آفت کی دھمکیوں سے دبایا نہ جائوں گا

اپنے دل و دماغ سے جو بھی میں ہوں سوہوں
کچھ بھی کسی سے گول بنایا نہ جائوں گا

بڑھنا ہے لمجھے تقرب کی راہ میں
ہوں راہ راست پر میں ہٹایا نہ جائوں گا

جہاں وحشیم پر جائوں یہ فطرت نہیں مری
اس راہ میں کسی سے نبھایا نہ جائوں گا

پیران نگاہ اخلاص ہے مطلاوب یار کی
لائچ پر کوئی شی کی گھما نہ جائوں گا

دل کی ویرانی کے باعث نہیں آرام مجھے
غم و آلام سے بھڑکتا ہے سدا کام مجھے

مرحبًا بادچمن، مرحبًا تیرا آنا
عطر روغن بر میں بس اناس حروشام مجھے

کچھ گراوٹ جو نظر آئے نکوکاری میں
جاذبِ خلقی حسن بڑھ کے وہیں تھام مجھے
بڑھ کے طوفانوں سے نکرانا ہے کشی کو مری
کی اڈرائس کتے ہے خوف غم و آلام مجھے
ہمارے مانوں نہ مصائب سے کبھی میں پیراں
عزم و بے باکی ہے اللہ کا انعام مجھے

آدمی ہے مگر تمی زندگی میں
سردی نیکی کے اعزیز زندگی میں
بے وفا بے وفائی تیرا شعار
قول واقر رار کوئی چیز زندگی میں
چنان دبادل کی اوٹ سے ہے عیار
جو لاملاپ ردہ ہے دیہ زندگی میں
قدر جوہ رکی جوہ ری جانے سے
سنگ ری زمیں ہے میں تعمیری زندگی میں
سچ لدھ گہے ہے زمیں سبھی پیراں
کمالی پیالی میں کچھ گھٹتعمیری زندگی میں

جو بھی کہتا ہے وہ دل سے کہتا ہے وہ
ہال بساط نہ بنتے رہتا ہے وہ
کیا عجائب سے اثر کارکنام نہیں
سنتے رہتے ہیں، کہتا رہتا ہے وہ
کوئی روکے میں رکنے پائے وہ
رو میں جذبات کے میں بھتا ہے وہ
آرزوئے وہ کے دام میں بھی نہیں کر
درد سے حاصلی کے اسمہ ہے وہ
ہے عجب میں ری زندگی پیران
زلزلے وہ میں گھرے ہے رہتا ہے وہ

سُکر زعیر فلان میں حلال نہیں
قربہ سے انتم اوصیا میں نہیں
عاشقی کی ہے پیار کی شدت
حد نہیں، درجہ کمال نہیں
این کی دھن میں خیال میں گیم ہے
کوئی خدا نہیں، وہ میں نہیں

دل کی پاکی میں کوئی داغ کم
یہ وہ آئی نہ ہے کہ بال نہیں

میں بھی رہ گی رِعشہ قہون یہ ران
راہ مشکل سم کی لال نہیں

شمع روڑھلاتے ہیں شکر کرتا ہیں
تازہ بھولیوں سے جو ولی یہ رتا ہیں

شوہ جان اسی میں دید کے سا سودا
اس سے زندہ اسی پرستہ رتا ہیں

شاخ گل پروہنے والے بلبل
خاک ہے خالی تھا رنگ یہ رتا ہیں

تم میں مجھ پہلے لگی جاتی ہیں
اور میں ہیون کہ درگز رتا ہیں

ان کو لوئے چلنے والے مجھے پہ ران
وہ نہ جیتیں تو میں ہمارتا ہیں

ہوں تو ہوں دل پر سارے صدے تم سے محبت کرتے ہیں
عزم نہ ٹوٹے، صبر نہ چھوٹے، حوصلہ ہمت کرتے ہیں
ذوقِ عبادت کے جذبے سے کارِ جم ان میں لذت ہے
عشقِ رسول اللہ کے صدقے خلق کی خدمت کرتے ہیں
صلح، صفائی اپنا طریقہ، حق کا تحفظ اپنا شعار
اور اسی انداز سے طے ہم راہ طریقت کرتے ہیں
چاہت سے کے ساتھ ہماری، عفو و عطا کے قائل ہیں
دوست ہمارے ہو کے رہیں گے جو بھی عداوت کرتے ہیں
لب پاہ تبسم، دل میں محبت، پیر آہے ریت عزیز
میرے علاوہ سارے اعداء تم سے محبت کرتے ہیں

دل سے جو بھی قریب ہوتے ہیں
وہ ہمارے حبیب ہوتے ہیں
دل میں ان کی کشش، خیال میں وہ
کچھ ہے عجیب و غریب ہوتے ہیں
نشر میں خساکے، نظم میں توصیف
لکھنے والے ادبی ہوتے ہیں
ایک دوجے سے اجنبی انسان
ہوتے ہوئے قریب ہوتے ہیں

کوئی خوش کوئی غم زدہ ہے راں
اپنے اپنے نہیں بہوتے ہے س

دل کو وہ لاتی ہے سپریار کی بساتیں
گل و بلبل، بھار کی بساتیں

کوہ وال روچ نہیں بساتیں
حسن ورنگ اور نکھل بساتیں

جان نہیں بساتیں
جام و رندو خیں بساتیں

میں نہیں مانگ گوں کبھی کوئی قصے
زیست کے کارو بساتیں

بیش و کیم، کیسے فاصلے ہے راں
چھوڑ قدر و شام بساتیں

حال خوش چھڑ کھٹے ہے س

چاہندی ربعے گلال دی کھتے ہے س
تجھک وائے خوش جمال دی کھتے ہے س
جلاد وہ بے منال دی کھتے ہے س
اور کیا چاہئے سکون کے لئے س
درد دل پائے منال دی کھتے ہے س
خوبی ان آگئیں سیمٹ کے سبو سی
لے لازوال دی کھتے ہے س
رحب اے رحب اے دن پیران
سب کوہم مسحت حمال دی کھتے ہے س

ایمنے سے دل میں دئے جلاتے ہے س
جلاد وہ گہیار کی سجاتے ہے س
رحب اخوش قدم ترا آنے
گل و گلزار لمباتے ہے س
توجہ و آئے بہار آجئائے
دیکھا بادل بھی گھر گھر آتے ہے س
دیرہ سے کیسی، کیسا ہے دشواری
صفاف رستے ہے س، جگمگاتے ہے س
تیری خوش قسمی بقیے س پیران
دیری چال دوہ تو آتے ہے س

تُون سے مٹئے دی اور میں پسی کے رچلا
گرتے پر طرتے، لڑکہ طراتے گھر رچلا

شمع پر آیا پتہ نگوں کاہ جوم
کوئی بے پر اور کوئی بے سرچلا

جورہ سامنے رک زسے اپنے دور دور
وہ بہ نلک کے رہا سے در درچلا

تُن کابو روشن ہوا پر ارض طراب
پلانی بوجھل خاک کے اندرچلا

دل میں پرداں کے کشمکش تھی دیار کی
اس کے جانب ہم رہ صرچلا

چھ وڑوباتیں گلشن کے
گلشن سے کچھ کام نہیں

مرغ چھ من آدان ہے

دانے دے دام نہیں سے

یاری چاہئے داروں سے
خواصی داری عام نہیں سے

جب جی چاہے آجئیں
قیام نہیں سے حوشی صبیح

کام میں ہر راست پر رانے
کام برا آرام نہیں سے

دل کی ویرانی سے ہے وحشت مجھے
کھاث کھاتا ہے غم فرقہت مجھے

گرجہ مجھ پر چلتی ہے تیغ جفا
زندہ رکھتی ہے مری ہمیت مجھے

ظلہم ہوشی وہ تراپاہ وستم
عشق ہے تجھ سے ہم رضویت مجھے

بیوئے زلف عنہ درد سے سستہ ہوں
درد سرہے یہ ہول کی نیکم سستہ مجھے

زخم اسے عشد کے ہیں لادوا
چارہ سازوں کی نہیں حاجت مجھے

پُر درمیعنی سے لاتا ہوں صدف
اس میں کچھ لگنگی نہیں محنت مجھے

دین قدرت کی ہے پر رائے ری
شعر کم نے کی ہوئی عادت مجھے

تیری گلے کے سب دیوانے
چاہت، نسبت کے مستانے
رنند سبھی رسم اپنے سارے
ہر سو ویہ لے سے ہیں مے خانے
راہ میں اک پتھ رہائیں ہم سرکاری
ہاتھ بٹائیں ہم کو لانے
بچے سے ہیں سب ان کو وگ ویسا
آتے سے ہیں وہ کہہ کو لانے
چاہیں جو بھی آئیں پی ران
روک نہیں ہے آنے سے جانے

چاہئے حدمیں، بلاحد دل لگی اچھی نہیں
گرخوشی بھی ہونے حدمیں وہ خوشی اچھی نہیں
بات بھی کرنی جو ہو، شیریں زبانی ہے بھلی
تلخ ہولم جو تو ویسی بات بھی اچھی نہیں
باہمی ربط اور بحدودی میں لطف حیات

یار شامِل ہوں نے جس میں وہ خوشی اچھی نہیں
خامشی کے ساتھ گور و فکر اچھی بات ہے
بے تعلق ہو جو سب سے، خامشی اچھی نہیں
زیست میں کچھ کرد کھان اچھائی پیر آنہ میں
زندگی ہے کام کی شئے کاہلی اچھی نہیں

ای ر آی سا ب ا ر ش ر ح م م ت ل ئے
مرتے مرتے تشنگی سے بچ رہے
شافی م ط ل ق خدا ک وجہ ان کر
بے نی بازہ ردواہ وک راثیہ
جن س رو د رتاج زریں تھے کہی
سر نہیں کاسے سروں کے رہ گئے
ہم نے دیکھ ا طرف رنگیں انقلاب
پر گرمے ل وہ ماہ وائیون میں اٹے
پاسیں مان پیر آنہ سارا ہو گیا
بچ کے ہم ہ را ک بلا سے رہ گئے

داغ دل می رانے مایاں ہے وگی
شب گئی خورشید رخشنماں ہے وگی

دیدہ رسے ہے وئیں سی رابی ماں
خشک صحراء رابوی گلستہ ماں ہے وگی

اس جگہ جب آپ کی آمد ہے وئی
ذرہ ذرہ اوتا باباں ہے وگی

ہے زمین سے آسمان تک رنگ و نور
اک نیاعالم نہ مایا ماں ہے وگی

آپ کے دامن سے وابستہ ہے وئی
زندگی کا جمالہ ماں ہے وگی

کامیابی بڑھ کے اس سے ہے وگی کیا
دل فدائیے جان جان ماں ہے وگی

بزرگی طرح ایسے نہ آنکھیں چراکے دیکھ
ہو دیکھناتو آنکھوں سے آنکھیں ملاکے دیکھ

باتیں بنارہماہے توحہ جرمے میں بیٹھو کر
کرنماہے تجھے کو کام تو میدان میں آکے دیکھ

سوتاہو کوئی شیر تو اسے سوتے ہی چھوڑ دے
جرأت مقابلہ کی اگر ہو جگا کے دیکھ

منزل کم ماں ہے دور، یہیں پس اس ہی توبے
ہمت کر اور پیائیں تو آگے بڑھا کے دیکھ

دیکھے نہیں ہیں تونے گران قدر موتی ماں
خلوت میں اپنی آنکھوں سے آنسو بھاکے دیکھ

دنیا حقيقة میں روپ میں آجائیے گی نظر

غفلت کا پرداز آنکھوں سے اپنی انہا کے دیکھ
شہرگ سے بھی قریب ہے پیرآن مقامِ حق
انسان پس رہتا ہے ہر دم خدا کے دیکھ

قطروں کو اتحاد نے دریابنادیا
ذرے بھم جوہ و گئے صحراء بنادیا

مرشد کی تربیت نے مذب کیا مجھے
کنکر جو تھا تراش کے پیرابنادیا

زرکی ہوس میں جان گنواتے ہیں زر پرسست
اور ان کی خاک پاک و بھی سونابنادیا

خالق کی بیات اور ہے اہم بندہ حقیر
اک لفظِ گُن سے اس نے جو چاہا بنا بندیا

سامان سو^{۱۰۰} برس کا تودون کی زندگی
پیرآن ہوس نے لوگوں کو اندھا بنا بندیا

اس قدر یہ اگئی الیف مت مجھ کو
خدمت خالق ہے طاعتِ مجھ کو

اعتبار عشق نے عشق میں اتنے بخشنا
قیس بھی کہتا ہے حضرتِ مجھ کو

آئیں خانوں سے گھبراتا ہوں
دیکھ کر رہوتی ہے وحشست مجاہوں

رخ روشن سے الٹ دویہ نہ اب
تیرا دیدار ہے دولت مجاہوں

جنمیں الافت ہے مراسرہ مایہ
دشمنی کی نہیں عادت مجاہوں

ہے توکل ہے مراسرہ مایہ
سیم وزر کی نہیں حاجت مجاہوں

عیش دنیا نہیں مقصدی را
ہے یہی حق کی بددادت مجاہوں

انسان حق پس نہ درہے اپنی ذات میں
اس کام امداد اور ہے کل کائنات میں

جو قتل عام چاہے، کرے کارنادی
گھولے گازہ رچھ مئہ آب حیات میں

آئے انہیں بھی روز قیامت کے اعتبار
کرتے ہیں غور و فکر جو ان حادثات میں

چھائے گا کل جمیان پہ اسلام ایک دن
چرچا بڑا ہے آج کل چاروں جمیات میں

عرفانیات سے ہیں سخن و بھی آشنیا
باتیں پتے کی کہتے ہیں وہ بات بیات میں

پرآن سخن وری بھی توبے کے ارجوہ ری

اشعار ڈھل گئے ہیں دل میں واردات میں

دل میں محبوب کی تھی ویرائٹے پھرتے ہیں
یہ سمجھ لیجئے تقدیر لئے پھرتے ہیں

سرکشانے کی تمنا ہو حضوری میں چلو
آج وہ ہاتھ میں شمشیر لئے پھرتے ہیں

اک نظر ان کی بہت کچھے گرفتاری کو
وہ بھی کیا دوش پڑے زنجیر لئے پھرتے ہیں

طوطیاں باغ کی محروم ہیں اپنے حق سے
زاغ منقار میں انجینر لئے پھرتے ہیں

اپنی تقدیر، جو ہونا ہے وہی کچھے ہو گا
کام کی فکر میں تدبیر لئے پھرتے ہیں

اپنی بگڑی بھی سنو جائے گی اک دن پر آر
ساتھ امید کی تنویر لئے پھرتے ہیں

ساقی نے جب نواہ میں ایک جام سے
گزرے گزرتے عشق کے ہر ہر مقام سے

بزمِ جم میں اپنے اجوہ مسالک ہے صلح گل
رشتہ ہے استوار سبھی خاص و عام سے
رُخسہار و زلفیار کے جذب و کشش کی بات
پائیں گے کچھ ملاپ اگر صبح و شام سے
بی لیں گے اول سے بھی بھیں کچھ ہی گلہ نہیں
ہم کو غرض نہیں ترے مینا وجہا میں سے
پیراں ہے ذکریار میں لذت بڑی مجھے
وابستگی ہے دل کو مو مرے اس کے نام سے

خلوت میں اپنی کرتے ہیں دونوں جم مان کی سیر
تاروں کی سیر شمس و قمر آسمان کی سیر
لیتے ہیں ہر نظر میں ترا نام اے خدا
رہ کر مکان میں کرتا ہوں میں لا مکان کی سیر
تجھ پر نظر ٹکی ہے سوہنٹی نہیں کبھی
سب کچھ ہے تو ہی کاہے کو باغِ جنگ مان کی سیر
حاصل بشر کو برق کی رفتار ہے و اگر
لوٹ آئے کر کے لمحہ میں کون و مکان کی سیر
ثابت قدم ہوں دین پیراں یقین ہے
ٹھوکر کھلانے پائے گی وہم و گمان کی سیر

روتے ہوئے آئے ہوں نہ اتے ہوئے جانا
ہر سمت خوشی اپنی لٹاتے ہوئے جانا

رت آتی ہے رت جاتی ہے، دست و رجم ان کا
کچھ دن بھر خزان کے بھی نہیں اتے ہوئے جانا

جو پیدا، جو کھو دیا ہے جو سیکھا جو سکھایا
ہر بات کا اک جسم مناتے ہوئے جانا

شم روں کی طلب ہے نہ ہے ویرانے کا سودا
بس کوچہ جان ان کو بساتے ہوئے جانا

بیران ہے الٹ بھر زمانے کی حقیقت
روتے ہوئے آئے ہیں رلاتے ہوئے جانا

وقت کے مذہب اب کے آئے جانے میں
ساقی ادی رکیون پلانے میں

آج تو مجھ کو وچھک کے بینا ہے
ہے مزارکل جم ان پر چھانے میں

دل ج دے گاتے و آہ اٹھے گے
آگ لگ جائے گی زمانے میں

تو ہے داتا جھی سے مانگوں گا
کیا کمی ہے ترے خزانے میں

دل پید رانی کیوں پوڑکتے باہے
کیا ہے آگ عشق کے فسنانے میں

تم آئے ساتھ آگیا ب موسم بھار
محفل تمام رنگ میں ہے باشوشی و نکھار

آنکھوں میں نور، دل میں سکون جان کو ہے قرار
سوغات لے کے آیا ہے کیا کیا اکسی کا پیار

لہریں خوشی کی رو میں ہیں ہر شے پہ ہے بھار
ہر سمعت پھول کھل گئے جنگل ہے مشک بار

شم نہ آئی، بسانسری کی نوا میں سرور و سور
ہیں خنده ریزیہ ول تو شب نم ہے اشکبار

کیسے ہیں ارالانی جم ان میں مہک، لہک
پیران جو ہے خموش ہوائیں ہیں نغمہ بار

گناہوں کی سیاہی کو مٹانے میں مزا آیا
وہ توبہ کر کے سراپنا جھکانے میں مزا آیا
نداہت کے جو آنسو میری آنکھوں نے بھائیے ہیں
نہ پوچھو کس قدر آنسو بھانے میں مزا آیا
نیا ہی تجربہ تھا، اور نیا احساس بھی پایا
مجھے روٹھے ہوئے بت کو منانے میں مزا آیا
سیاہی مٹ رہی تھی پہلے جوں جوں نور کے نقطے
مجھے تریاق کا جادو جگانے میں مزا آیا
عجب ہے چشمہ بھنکلا، وہ پتھر پھٹ گیا پیراں
میں روکا اور رو روکر رلانے میں مزا آیا

مرتے ہوؤں سے پوچھے کوئی زندگی کی قدر
اور وقت شام ڈھلتی ہوئی روشنی کی قدر
باتوں میں تمکنت پھنساؤں میں شوخیاں
جو سادہ دل ہیں، جانتے ہیں سادگی کی قدر
چشمِ زدن میں پہنچے کھماں سے کم ان نہ پوچھے
بندوں کے دل ہی جانتے ہیں بندگی کی قدر

حیوان کو اپنی جن س کی رغبت رہے گی بس
اور آدمی ہے جاناتا ہے آدمی کی قدر

پر آہم اُن سے دوستی کیسے نبھائیں گے
جن میں نہیں ملاپ کی اور دوستی کی قدر

ہمارا یہ ارب ہر رنگ آزماتا ہے
کبھی دکھاتا ہے خوشیاں کبھی رلاتا ہے

کبھی کبھی دل غمگین میں پھول کھلتے ہیں
جگرپت خار سے نشتر کبھی لگاتا ہے

سلول حسن کی ہو گئی نہ ختم دورنگی
کبھی بنساتا ہے ہم کو کبھی رلاتا ہے

اگرچہ عشق ہے اک لفظ خاص سے حرفي
ہر ایک ذرہ خلقت میں پایا جاتا ہے

نہ پوچھی را ہے تاثیر کیا محبت کی
ہے کچھ جودل میں مری جان میں جگمگاتا ہے

جو بے حس ہیں خود اپنی غفلت میں گم ہیں
مگر روزانہ دل تیری الگفت میں گم ہیں

زمانہ ہے کہ جو دنابہ واشورو شر میں
جوع اarf ہیں وہ فکرِ روحadt میں گم ہیں

نہ گرجے نہ برسے یہ عالم ہے ان کا
حقیقت کے جو دنابہ حقیقت میں گم ہیں

زمانے کی نیرنگیوں سے انہیں کیا
جو وحشی ہیں، وہ اپنی وحشت میں گم ہیں

جو ہیں اپنے مولائے دیوانے پر ران
وہ راه سارے لوك واطائعت میں گم ہیں

جیتے ہیں یاد میں جیتنے والے
جام الافت تراپیزنے والے

جانیں جیتنے کا سلیقہ کیونکر
چاکِ دامن بھی نہ سینے والے

جیتنے امر زنادر آقایا پہ نصیب
بخخت وربیں تو مدد نے والے

سلام سال جو دوری جھیلے
مرنے والے نہ وہ جیتنے والے

خواب ہے یہ کہ حقیقت پیران
لوٹے ہیں ذوبے سفینے والے

رگ جاد سے لم واک قطرہ بھی جس پل نکلتا ہے
مکتی ہے فضاجوں روغنِ صندل نکلتا ہے

یہ عالم دیکھ لے تو بھی ترمے دیوانے عاشق کا
کفن باندھے ہوئے سرسے سوئے مقتل نکلتا ہے

ہے رونما اپنی قسمت میں، تمہیں رونا نہیں آتا
تو یوں کیوں آنکھ سے ڈھل ڈھل کرے یہ کاجل نکلتا ہے

نہیں زنجیر کوئی جو دل دیوانے کو روکے
بننا پوچھے جدھر چلے ادھروہ چل نکلتا ہے

یہ اپنی اپنی قسمت ہے کوئی کھو دیا کوئی پایا
کہ ہر مشکل میں پیران کے لئے اک حل نکلتا ہے

پلاک رگراتا ہے سرشار ساقی
گل و مل ملاتا ہے سرشار ساقی

سیان آسمان میں، الفلام لکھ کر
ستارے سجاتا ہے سرشار ساقی

غم ہ جر زندان کی تاریکی و میں
لہو کی ون رلاتا ہے سرشار ساقی

جیس اُن کے قدموں میں سجدہ کرنے والے
دفینے دکھاتا ہے سرشار ساقی

جلے جسم وجہ کے سبھی داع، خرمیں
ناظر سے جلاتا ہے سرشار ساقی

ہوں مست اُن کی خوشبوسے دامن میں میرے
گلستان سچاتا ہے سرشار ساقی

ہے نخوت کا جذبہ مٹادہ گایران
کے جادو جگتا ہے سرشار ساقی

دهوم مچی ہے مے خانے میں دیکھ کر جلوے حسینوں کے
مست بٹھے ہیں سارے قلندر دیکھ کے چھڑے حسینوں کے

ساقی نے مئے ایسی پلائی کہ رندوں کے سب ہوش گئے
مدھوشی کا عالم ان پر کھل گئے چھڑے حسینوں کے

ساری عمر کٹی وعدوں پر دل کی خلش باقی ہی رہی
دل کو قرار آجائے گاہر دم بٹھے جو سائے حسینوں کے

حق سے اگر آگاہ زمانہ ہوتا وی قیامت آجائے
دنیا میں بھٹ جائے مٹ جائیں چھڑے حسینوں کے

اے جان وفات و وعدہ نبھا بادست عاشق کو تھے
پیران کو پھر سے ہوش میں لا ظاہر کر جلوے حسینوں کے

توحید کی میے تمدن نہ لبموں کو پلائے جا
آنکھوں میں گل والے کا گلشن سجائے جا

آنکھوں میں تڑپ ہاتھوں میں جُنبش ہے ابھی تک
خالی جوہے بوتل تورہے آنکھوں کو ملائے جا

تھیل کی دنیا میں ہے رقص بھاراں
پھولوں کی طرح سینے میں میرے سمائے جا

گل سارے ہیں مر جھائے سوکان نہیں ہے
توہے مے الفت کی دولت لٹائے جا

میں مست مئے عشق ہوں پیر آزل سے
دنیا میں غریب زبر تو لاکھ ملائے جا

کبھی بھی جذبہ محبت کاراز فاش نہ کر
کسی سے درد کی چاہت کاراز فاش نہ کر

نہ وچھ کی فیت جذبہ توی ہے کیا شئے
بس اسے عالم وحشت کاراز فاش نہ کر

گنہاں گارکی بھی پرده پوشی لازم ہے ا
کسی کی عزت و عصمت کارافاش نہ کر

جنوں میں کر گیا من صور چڑھ گیا سولی
اے حق پرست حقیقت کارافاش نہ کر

جو باتیں خاص ہیں سینہ میں دفن رہنے دے
کبھی اے پیر آمانت کارافاش نہ کر

دل کے بیم ارک و دوانہ ہوئی
زبرسے بھی کوئی وفا نہ ہوئی

چلتے توبہ مقدمے لاکھوں
کسی مجرم کوبھی سزا نہ ہوئی

ختم رو موسیٰ کی طرح کی پڑھی
بائسر کوئی بھی دعائی ہوئی

خانقاہوں میں بھی پسکار آئے
بار آور کوئی صدای ہوئی

دیوی، بابا، سوامی پیر آہیں
راوح دانیت توانہ ہوئی

پوچھتے کیا تو تم کہ کیا نہ ہوا
 سب کچھ ہاچھ اپنے وابرانے ہوا
 ہر صحت تھی قابل برداشت
 درد بھی کوئی لا دوانے ہوا
 اس کی حالت پر ہے جسے افسوس
 جو کیوںیں سائیلِ دعائیں ہوا
 یہ بھی اک اس کی ممربانی ہے
 درد کوئی جسے ہوانے ہوا
 اک سے ہے خیر مرانے اتنی
 بعد رنے کے وہ ہوانے ہوا
 سعی انہیں کی ہے ثم ر آور
 دل سے چاہیں اگر تو کیا نہ ہوا
 گرچھ کی رات دن تھا خوانی
 شکرِ حق کے امگر ادا نہ ہوا
 زندگی کے اونہ کی امراه چکھے
 عشقِ حق میں جو مبتلا نہ ہوا
 ہم تو گل پس نہ دیں پر ران
 رنج کے اکام گرہوانے ہوا

حقیقتی دوست نہ اب تک ملازمانے میں
 بہت تلاش کیا ہم نے ہر ٹھکانے میں

کبھی تو ہم نے مشقت کی انتہا کر دی
 گزارا وقت کبھی کوئی کوئی لانے اور کھلانے میں

بنائیں کوئی امید بر گھروندہم
 کہ جنم لینے لگی بحلی آشیانے میں

وہ جن کو دیکھے اتھے از نیار بستے مندر میں
دئیے دکھے ائمیں مجھے وہ فرمے مارخانے میں

خدا کو مسجد و منبر میں ڈھوندھے ہے واعظ
ملا ہے پیر ان کو عرفان "عشق خانے" میں

درد ہے دل میں تیرا اس کے سوا کچھ بھی نہیں
زندگی سے اور حاصل کیا ہوا؟ کچھ بھی نہیں

ہو مسیح ابنِ مریم سے ہمارا کیا اعلاج
درد وہ ہم کو ملا جس کی دوا کچھ بھی نہیں

فکر کو اپنے دیا ہے حق نے ہُسنے پڑا
ان ہسینوں سے عین ناز و ادا کچھ بھی نہیں

طول دیتے ہیں تمام راتے سامنے ہر بیات کو
ورنہ سچ پوچھو ہمارا ماجرہ کچھ بھی نہیں

نام ہے اپنا لفافے پری ہے مکتب ناز
کھول کر دیکھا تو کاغذ پر لکھا کچھ بھی نہیں

تھی شبِ غم رات یہ رویا کئے ہم اس قدر
سازو سماں انہم گیا سارا رہا کچھ بھی نہیں

روزِ محشرِ حق کی پرسش کا لگا اک خوف ہے
گرچہ ہم نے اس کی دنیا میں کیا کچھ بھی نہیں
کر حسینوں پر نہ ہر گز تو وفا کا اعتماد
ان حسینوں میں رہ و رسم و فنا کچھ بھی نہیں
اس جہاں میں عیش و عشرت پر مٹے جاتے ہیں لوگ
عیش و عشرت سے مگر غم کے سوا کچھ بھی نہیں
بات سختی کی ہے پتھر پر نہیں آتی نظر
ٹوٹا ہے دل مگر رأس کی صدا آتی نہیں
پیرویِ حضرت کی پیراں ہے صحیح انسانیت
چھوٹے تمذیب حاضر میں رکھا کچھ بھی نہیں

ٹوٹے ہوئے دلوں سے کبھی دوستی نہ کرنا
ایسے ہی دل جلاوون سے کبھی دوستی نہ کرنا
جن پر چڑھا ہوا ہے رنج والم کاغازہ
تم ایسی صورتوں سے بھی دوستی نہ کرنا
رو عشق سے جو گذرا وہی زندگی سے گذرا
کوئی ایسی چاہتوں سے کبھی دوستی نہ کرنا
جو عاشقان نہ سمجھیں لعل و گمراہ جانیں
بے فیض عاشقوں سے کبھی دوستی نہ کرنا

پیرانہ وکے رسواترے درپر آگیا ہے
یہ سوچ کر بروں سے کیہی دوستی نہ کرنا

آدمی میں آدمیت کی نشانی چاہئے
اپنے اوصاف و عمل کی پاسبانی چاہئے

چاند تاروں کو بھی لے سکتے ہیں ہاتھوں میں مگر
ہمارا دہم لے اور یہ رجحان فرشانی چاہئے

بار اور بوسکے گئی تلخ طلب کی بھی بات
کہنے والے میں مگر شیریں زبانی چاہئے

رہتا ہے سوکھا ہائی اکنڑیں نہ مالِ زندگی
سیز کرنے اس کو بس آنکھوں کا پرانی چاہئے

ہے شبِ غم طول کاٹے سے یہ کٹ سکتی نہیں
کاٹنے اس کو کوئی لمبی کم لانی چاہئے

خاک میں بھی ہے تصور گل بدن کے حسن کا
تریت عاشق ہے اس پر گل فرشانی چاہئے

عشق کی مکتب میں پیرانہ رسمیق ہے سودمند
یاد رکھنا ہمارے سبق کو بر زبانی چاہئے

آبائیوں تاج پوکو رازِ زندگی
موت بھی ہے چمارہ سمازِ زندگی
عمر راس دنیا میں ہے چند روز کی
آخر رتے ردارِ زندگی
زندگی بے بنیاد کا وہ مال

بِزَنْدَگَىِ هَىَ سَرْفَ رَازِ زَنْدَگَىِ
نَالَ شَهَابَةَ بَلْ أَوْ سَحَرَگَاهَ
هَىَ دِمَ سَوْزَوْگَادَارِ زَنْدَگَىِ
مَسْتَسْمِحَهَ بَلْ جَاهَبَىِ شَجَرَوْحَجَرَ
ذَرَهَ ذَرَهَ مِيَسَهَ بَلْ نَازِ زَنْدَگَىِ
أَفْعَىِ وَعَقَّةَ رَبَّهَ آنَّگَلَ زَارَ مِيَسَهَ
كَلَمَ ئَطِيبَهَ بَلْ لَالَّهَ زَارِ زَنْدَگَىِ
هَىَ اَسَىِ سَىَ سَرْگَ وَسَارِ زَنْدَگَىِ
دَسْتَ حَقَّ پَرَدَسْتَ شَهَابَهَ حَسِسَ عَقَابَ
بَيْثُرَهَ بَنَ كَرَشَلَهَ زَارِ زَنْدَگَىِ
تَجَّهَ بَيْهَ رُوشَنَ بَاتَپَرَانَ كَىَ بَؤَسَىِ
كَرَلَهَ تَوْخَ وَدَامَتَ زَارِ زَنْدَگَىِ

عَشْقَ پَرَچَلَنَ سَانَهِ مَاسَهَانَهَ بَلَهَ
كَبَ سَلاَمَتَ اَسَهِ مِيَسَ اِپَنَىِ جَاهَ بَلَهَ
بَهَلَهَ اِپَنَىِ جَاهَ كَىَ تَوَپَرَوَانَهَ كَرَ
پَهَرَتَوَ اِپَنَىِ جَاهَانَ كَوَپَرَوَانَهَ كَرَ
شَمَعَ وَپَرَوَانَهَ كَاظَهَارَهَ بَلَهَ مَهَالَ
يَهَنَصِيرَهَ حَتَّىَ ظَاهَرَىَهَ بَلَهَ حَسِبَ حَالَ
عَشْقَنَهَ مَنَهَهَ وَرَكَ وَبَهَ طَرَكَادِيَا
بَلَهَ بَهَ طَرَكَتَهَىَ آگَلِيَكَنَ سَرَبَسَرَ
جَذِبَ اَبَرَاهِيمَهَىَ پَرَانَجَاهَهَئَهَ
آگَگَ رَبَّونَىَ گَلَسَهَ اَرَاجَاهَهَئَهَ

چیکے سے وہ جو تو صور میں چلا آتا ہے
سست ارمانوں کو میں میز لگا جاتا ہے
اک لپک میں کئی لشکر کو بھیم جو کر دے
وہ اجالوں سے مرنے قلب کو چمکاتا ہے
درد کے ذوق میں مس رو رہا کر تاہوں
چارہ گر دور ہی سے دیکھ کے شرماتا ہے
کیوں لگے بات کوئی میری سماں ات پہ گران
ذوق معنی میرا آہنگ دگر پیٹا ہے
سنگ خارا کو دھوان کر دے جو دم میں پیراں
شعاع وہ اس تین خاکی میں سما جاتا ہے
گل چنے سے ہمیں نہیں جو گلشن میں
داع کیوں ہیں گنہ کے دامن میں
بے سب اکے دل میں کیوں کھٹکے

کس لئے عمر بھر میں ال جھن میں
وہ رگ و پی کے میں جیسے خون جماری
زخم زن میں رے دل کی دھڑکن میں
ٹھنڈی چھاؤں کم سان ملے گئی جھے کے
کوئی پودا نہ پیڑ آنگن میں
میرے رونے کے پھنس کیوں پیران
آگ کس نے لگائی سماں میں

گم ستم کھٹے بودیکہ کے گلپوش باغ کو
کیا دیکھو بھی سکو گے دل داغ داغ کو
بی رپوراج لاہے رخ زم ماسے بزم میں
شرمندہ خواہ مخواہ نہ کی جئے چراغ کو
ماحول ہے خوش آب جویں لوئے دیار میں
ایسے میں کون پائے گیا میرے دماغ دماغ کو
نظر ہوں سے تم بلائی پئے جاؤں گایاونہ می
رکھ دوالٹ کے طاق پھر خالی ایاغ کو
تھا اقتضائے عدل، حقائق کا انکشاف
پیران نے رد کیا ہے ادھورے سراغ کو

قطعہ

ش راب وحدت غم پی رہا ہوں سستے میں
 جم ان سے دور کھیں میرے دل کی بستے میں
 یہ نولک جہونک ٹنزو زاح ہنگامہ
 دماغ خالی ہیں دل مردہ زیست سستے میں ہے

قطعہ

ته اجن کا انتظار گھر ٹری آگئی ہے اب
 جیسے بھار چاروں طرف چھاگئی ہے اب
 تھیں حسرتیں کلی کی طرح پھول بن گئیں
 خوشبو چمن کی وادی میں لم را رہی ہے اب

شجر کی داستان مرثیہ

ہر اب را ہے یہ جنگل تباہ حال نہ کر
 یہ بے زبانوں کا ہے شم ریائی مال نہ کر
 یہیں پرہتے ہے تھے کل ان کے آباؤ اجداد
 بنائی آج بٹھے شم رجن کی ہے اولاد
 کشادہ کرنے شم رجنگلات تنگ نہ کر
 ہمیشہ ہمارے فطرت کے ساتھ جنگ نہ کر
 درخت دیتے ہیں پھول پھول اور خلعت پھی

درخت دیتے ہے دو اور دولت بھی
 انہیں کے واسطے پایا فلک نے بر سایا
 مگر نہ کتنی زمینوں کو اُس نے ترسایا
 یہ جان، ان میں بھی ہوتی ہے جان تیری طرح
 مگر روہ رکھتے نہیں ہیں زبان تیری طرح
 تیری طرح وہ گنہ گارہ و نہیں سکتے
 ستھم شمارو خ ط اکارہ و نہیں سکتے
 درخت سب زیبی اور سایا دار بھی ہیں
 تجھے یہ دیتے ہیں پہل پھول میوه دار بھی ہیں
 ذرا یہ دیکھ ہیں شاخوں پہ آشیان کتنے
 اسے جو گلائے تو بر باد ہوں مکان کتنے
 پرندے کتنے درختوں پہ چم چماتے ہیں
 صبح و شام ترانے تجھے سنتاتے ہیں
 ہوئے ہیں جب سے یہ پیدا مقیم ہیں یہ یہیں
 ہیں محسوس جدہ جو گلائے ہوئے ہیں سربہ زمیں
 شجر نہیں کبھی رنج و خوشی سے بے گناہ
 نبی کی یاد میں روپا درخت حسنے انانہ

☆☆☆

کٹھو ہپتالی میں کٹھوپتالی
کاٹھوکے معنی ہیں لکڑی
لکڑی بھی سوکھی لکڑی
جان نہ جسی سوکھی لکڑی
کٹھوپتالی میں کٹھوپتالی

کائھوکٹھائی بڑھئی کی
رنگ رنگائی بڑھئی کی
کائھوکی گڑا کٹھوپتالی
جوان نہ بڑھیا کٹھوپتالی
کٹھوپتالی میں کٹھوپتالی

کائھوکی صورت کٹھوپتالی
مئی کی صورت کٹھوپتالی
کھیل کھلائے وکھی لون گی
ناچ نچائیون ناچیون گی
کٹھوپتالی میں کٹھوپتالی

کرتادھر تاس سب وہ بھی
کام را اس کے کرتے
اس کے اشارے اُس کے اکام
میرانام کسی کے اکام
کٹھوپتالی میں کٹھوپتالی

کھیل کھلانے والا وہ
ناچ نچانے والا وہ
میری نسیون میں زور اس کے
سب کچھ اس کے کیا ہے میرا
کٹھوپتالی میں کٹھوپتالی

مرنے، جینے اکی ناجانیون
کھانے، دینے اکی ناجانیون
آخر جب وہ پھر نکلے گئے
کوئی نہ مجھ کو پوچھے گئے
کٹھوپتالی میں کٹھوپتالی

گیت

زمانہ بدل، زبان بدلی کیسا یہ بیویار
ایک زبان صدیوں کی پالی اس پر کیسی مار

بدلے لوگ په ملک وہی ہے بولی کیوں ہے خوار
دل کو بھاتی بولی بھی اب کیوں کھٹکے ہے جوں خار

ترک کئے تم ذیب، ثقافت، اپنی حقیقت اپنا شعار
مال کی دھن اور غیر کی بولی کس کو ہے درکار

خلقِ حسنہ، پیار، محبت، سارے جماد کی اک دولت
ترک گرے جوان سب کو اس کی ہے یقینی ہار

اس میں اپنی کچھ بھی نہیں، یہ مانگے کاجنا پیراں
سمجھائیں کیوں کران کو میں سمجھانا ہو گا دشوار

نشری نظم

لکڑپارا پیڑپر کلمہاڑی سے وار کر رہا تھا
 اور میرا سینہ زخموں سے چھلنی ہو رہا تھا
 پیڑ کے درد بھرے آنسو میری آنکھوں سے خون بن کر بھر رہے تھے
 میرے رگ و پیٹ میں اُس کادر دو غم بھر رہا تھا
 اے ستم گراتنی تیزی سے وارنہ کر
 میرے آفانے مجھے بلٹے ناز و نعم سے پالا سے
 مجھے بنائے میں کائنات کے سارے خزانے لگ گئے ہیں
 سورج سے سنہری کرنیں ملی ہیں
 آسمانی ہوائوں سے خوشگوار بادلوں کو موتی جیسی بوندیں
 زمین روز چشمیوں سے فواروں کی مانند نکلتا میٹھا میٹھا پانی
 میرے آفانے مجھے انسانی عداوتوں کے قمر سے
 اور موزی جانوروں کے ضرر سے بچا بچا کے رکھا تھا
 لیکن اب اے قاتل ا تو مجھے اتنی بے رحمی سے کاث رہا ہے
 اے بے رحم امیں میرے آقا کا لاڈلا ہوں
 تجھے معلوم نہیں کہ میرے آقا پر کیا گزرے گی
 میرا مولا میری نشوونما پہ بہت خوش تھا
 میرے جھومنے بھلانے اور میرے خوشگوار گیتوں میں
 جھوم رہا تھا

میرے پتے ہرے بھرے نیرنگ
 میرے بزار رنگ پہول مہکتے ہوئے
 میرے الفاظ
 میرے گیت
 اور میری آواز سے
 زمین و آسمان خوش تھے
 میرے دل کی بھٹی میں سورج کی کرنیں پگھل جاتی ہیں
 گرجتے بادلوں اور طوفانی ہوائوں میں
 پھاڑ کی طرح کھڑا ہوں
 میرا قیامِ عشق میں ہے
 میرے پائوں میرے مولا کی یاد کی گھری مشی میں
 جکڑے ہوئے ہیں
 تارے مجھ پر اپنی روشنی نچھاوار کرتے ہیں
 چاند کی کرنیں میرے جسم کونور میں نہلاتی ہیں
 صحرائوں میں بھی مجھے پانی کی ضرورت نہیں
 کیونکہ دن رات
 میں اپنے محبوب کی
 آنکھوں سے بہتے آپ کوثر کوئی رہا ہوں

اے بے رحم قاتل

کیا تجھے معلوم نہیں

کہ رنگ برلنگے، پنجھی میرے گیت گاتے ہیں

میرے آہوں کی بھانپ سے بادل بنتے ہیں

بجلی چمکتی ہے

برسات ہوتی ہے

میری ڈالیوں پر رنگ برلنگی تتلیاں رقص کرتی ہیں

میری شاخوں پر گلہری مورا اور کوئے بسیرا کرتے ہیں

سب میرے اندر سماتے ہیں

سب مجھ سے خوش ہیں

اے قاتل!

تو کیا جانے میرے اندر کتنا جذب ہے

کتنی موسیقی

کتنی خوشبو ہے

میرے پھول بتے جانوروں کی غذا ہیں

اور میری چھائوں مسافر کی آرام گاہ

شاعر میرے گیت گاتے ہیں

بھے میرے اطراف لپکتے ہیں

میں سب کے ساتھ ہوں

سب میرے ساتھ ہیں

پتھروں کی مار کی مجھے برواہ نہیں

ایک پہل گرتا ہے دُسراؤگ آتا ہے

اے بے رحم

دیکھو میرا عشق کیا رنگ لا یا ہے

میرے انگ انگ عشق کی آگ میں سرخ رو ہے

میرے پتوں میں کیمیا کی چمک ہے

میں آپ حیات ہوں

میرے اجرا میں تمام بیماریوں کی دوا ہے

میرے پھولوں کی خوشبو ہر جگہ مہلک رہی ہے

اس میں عنزو و خس ہے

شمہد ہے

میرے رنگ برلنگے حسین پھول

آنکھوں کی ٹھنڈک ہیں

میری کلیوں سے دلہنوں کے ہات کے گھرے

اور دولہا کے سر سہرا ابنتا ہے

پھولوں کے بغیر نہ شادی نہ بیان

نہ موت نہ حیات

میں غم و خوشی میں ہر ایک کے ساتھ

ہر قوم ہر مذہب ہر جسم ہر جاں کے ساتھ

میں زندوں کے لئے گھروں میں ساتھی

اور مردوں کے لئے فر کا ساتھی

میرے پہول غذا بھی دوا بھی

میرے پہول آنکھوں کیلئے ٹھینڈک

اور جسم کی زیبائش بھی

اے یے رحم قاتل ا

میرا جسم آگ کی تپش سے

میرا جسم گھروں کے چولہوں میں جلتی ہوئی لکڑی

اور شمشان میں مردوں کے ساتھ جلتے تھے بھی

میری ڈالوں میں عشق کی مستی سے

میرے عشق کی آگ سارے گناہوں کو جلا کر راکھ کر دیتی سے

سونے کو جلا دیتی سے

کیمیا بناتی سے

میری گھاس سے غریبوں کی جھونپڑدان

اور امیروں کے گھروں کے آنکن بناتی سے

میں یے سمازوں کا سماہارا

میں خوبصورت کرسیاں اور پلنگ

اور شہنشاہوں کا تاج ہوں

میں سمندروں میں چلنے والا جہاز ہوں

میں مچھروں کی نائو ہوں

سپاہوں کی تلوار

مزدوروں کا ہتھیار

کام گاروں کے اوزار

استادوں کی چھڑی

اور بڑھائیے کا سماء را ہوں

میرے جسم کا سیمال

ربڑ بتاتے اور پھیلوں کی صورت راستا ناپتا ہے

یہ عشق کے فروغ کا نتیجہ ہے

میرے اندر مولا کے سارے اوصاف جمع ہو گئے ہیں

اے قاتل

میں کاغذ ہوں

میں قلم ہوں

محہ سے علم کا سمندر جاری ہے

میں عالموں کا رہر ہوں
اے نادان

تیرے ہاتھ کی کلمہ اڑی کا دستہ بھی تو میں ہوں
تو میرے ہی سہارے میرا خاتمہ کر رہا ہے
اے قاتل

تو پہنستے بچوں کی معصومیت پر بھی رحم نہیں کرتا
اب وہ بھی مجھ سے محروم ہو جائیں گے
اے یے وقوف

دیکھ کہ میں کس طرح پر جگہ انسانوں کے ساتھ ہوں
گھوڑا گاڑی - بیل اور کسان کے ہل کے ساتھ ہوں
دیکھ مجھے انسان کتنا عزیز ہے

میرے کندھوں پر سوار
زنده اور مردہ

ڈولیاں اور جنائزے
الله کے کلام کے لئے میں رحل ہوں
قاضیوں کے لئے ان کا عاصا
اے نادان

جان لے کہ میں ہر شے میں سماں یا ہوا ہوں
میرے رگ ویسے میں آگ سمائی ہوئی ہے
میں کوئی لہ ہوں
میں پڑول ہوں

میں پورے جہاں کی زینت
اور تمدن کی بنیاد ہوں
اے یے وقوف

یہ سب اُس داتا کریم کے صدقے سے
اور میں اُس کے عشق میں مبتلا ہوں
میرا عشق عین عبادت ہے

عشق ہی نے مجھے میں سات سروں کا جنم دیا ہے
میں بانسری ہوں

اور ہر گیت کی گونج ہوں
موسیقی نے مجھے حیات جاویداں بخشی ہے
میں عاشقوں کا رہر ہوں

میرے سائے میں مہا ویر و گوتم نے عرفان حاصل کیا ہے
اے قاتل

جان لے کہ میں قاتلوں کی سزا بن کر دار پر کھڑا ہوں
اے قاتل

میں عشق ہوں
اور میں ہی حیات و ممات ہوں
عشق ہی میری آنکھ سے
عشق ہی میرے آنسو
عشق ہی میرا جسم
عشق ہی میری خوشبو
عشق ہی عنبر و خس بے
میں ہی مشک ہوں
اور میں ہی اگر ہی خوشبو ہوں
میرے عشق کے مارے
زمین و آسمان میں پھیلے ہوئے ہیں
امے زادان دوست
عشق کی اہمیت کو پہچان
اور عشق میں سماجا
تاکہ تو بھی میری طرح
پوری کائنات کے اوصاف کا حاصل بن جائے
امے زادان
عشق میں کامل بن
کیونکہ عشق ہی
دونوں جهار کا حاصل ہے
عشق ہی اول ہے
عشق ہی آخر ہے
عشق رسول ہے
عشق قرآن ہے
پیراں بھی عشق کا دیوانہ ہے
محبت کا دروازہ ہے